حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی حالاتِ زندگی پر خوبصورت کتاب

سیرت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

QABR-E-BIBI KHATIZA UMMUL MOAMINEEN
MACCA

تالیف:
محمد حسیب القادری

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

Marfat.com

Marfat.com

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی حالاتِ زندگی پر خوبصورت کتاب

سیرت

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

تالیف:
محمد حسیب القادری

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

Marfat.com

111304

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا

مصنف: محمد حبیب القادری

پبلشرز: اکبر بک سیلرز

تعداد: 600

قیمت: -/120

ملنے کا پتہ

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اُردو بازار لاہور

Ph: 042 - 7352022

Mob: 0300-4477371

Marfat.com

انتساب

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضاعی ماں

حضرت سیّدہ **حلیمہ سعدیہ** رضی اللہ عنہا کے نام

Marfat.com

اسم احمد کا وظیفہ ہے ہر اِک غم کی دوا
لاکھ خطرے ہوں اسی نام سے ٹل جاتے ہیں
اپنی آغوش میں لے لیتا ہے جب ان کا کرم
زندگی کے سبھی انداز بدل جاتے ہیں

Marfat.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان
7	حرفِ آغاز
9	حمد باری تعالیٰ
10	نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
11	ایمان کیا ہے؟
13	مختصر تعارف
15	ولادت باسعادت
17	نام ونسب
18	والدین
19	ابتدائی حالات وواقعات
21	ام المومنین کے مرتبہ پر فائز ہونا
30	امہات المومنین کے فضائل
32	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
55	حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائل کا بیان
62	ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اولاد
78	ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے داماد
105	باہمی تعلقات

Marfat.com

بعثت نبوی ﷺ	108
شعب ابی طالب میں محصوری	108
سیرتِ مبارکہ	117
فضائل ومناقب	120
عام الحزن	126
ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سوکنیں (دیگر ازواج النبی ﷺ)	126
حضور نبی کریم ﷺ کی مسنون دعائیں	144
کتابیات	160

Marfat.com

حرفِ آغاز

اللہ عزوجل کے بابرکت نام سے شروع جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کی آل' ازواج وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بے شمار درود وسلام۔

حضور نبی کریم ﷺ حبیب الٰہی ہیں اور ان کو اللہ عزوجل سے انتہائی اعلیٰ درجہ کا تقرب حاصل ہے پس جو شخص اللہ عزوجل کا سب سے زیادہ فرمانبردار ہوگا وہی حبیب کہلایا جائے گا۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

''اے محبوب! فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو تم میرے (اللہ) فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست بنا لے گا۔''

حضور نبی کریم ﷺ تمام جن وانس کی شفاعت کریں گے اور کفار کی شفاعت اس وقت تک نہ ہوگی جب تک ان پر سزا کا حکم نافذ نہ ہو چکا ہوگا۔ مومنین کے لئے معافی اور ان کے درجات میں بلندی حضور نبی کریم ﷺ کی شفاعت کی بدولت ہوگی۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

''ہم نے آپ (ﷺ) کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔''

حضور نبی کریم ﷺ کی زوجہ اور مومنین کی ماں ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد حضور نبی کریم ﷺ کی پہلی زوجہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنی عادات واطوار اور دین اسلام کے فروغ کے لئے دی گئی قربانیوں کی وجہ سے دیگر امہات المومنین رضی اللہ عنہن سے ممتاز ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا جب حضور نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں آئیں تو اپنا تمام مال آپ ﷺ کے سپرد کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ گھبرائے

Marfat.com

ہوئے غارِ حرا سے گھر لوٹے تو آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کی دلجوئی فرمائی اور انہیں حوصلہ دیا۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان کی ہے کہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد ان کی بہن حضرت ہالہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ کسی کام سے حضور نبی کریم ﷺ سے ملنے آئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی آواز سنی تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کیونکہ ان کی آواز ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملتی تھی۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو کہ اس وقت آپ ﷺ کے پاس تشریف فرما تھیں کہنے لگیں کہ آپ ﷺ ایک بوڑھی عورت کے لئے روتے ہیں جبکہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو کثیر ازواج سے نوازا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! انہوں نے میری اس وقت تصدیق کی جب سب نے میری تکذیب کی اور وہ اس وقت اسلام لائیں جب سب کافر تھے اور انہوں نے اس وقت میری مدد کی جب میری مدد کرنے والا کوئی نہ تھا اور میری تمام اولاد انہی کے بطن سے ہوئی ہے۔

آج کے اس موجودہ نام نہاد ماڈرن دور میں فیشن کی دلدادہ خواتین جس طرح دین اسلام کی تعلیمات سے دور ہوتی جا رہی ہیں ان کے لئے ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حیاتِ مبارکہ مشعل راہ ہے جن پر عمل کر کے وہ اپنی زندگیوں کو صحیح معنوں میں دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق بسر کر سکتی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب "سیرت پاک حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا" کی تالیف کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم ان کے اخلاق و عادات اور دین اسلام سے ان کی محبت کو اپنے دلوں میں اجاگر کریں اور صحیح معنوں میں دین اسلام کے پیروکار بنیں۔ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین

محمد حسیب القادری

Marfat.com

حمد باری تعالیٰ

اول حمد ثناء الٰہی جو مالک ہر ہر دا
اس دا نام چتارن والا ہر میدان نہ ہردا
کام تمام میسر ہوندے نام اوہدا چت دھریاں
رحموں سکے ساوے کردا قہروں ساڑے ہریاں
قدرت تھیں جس باغ بنائے جگ سنسار تمامی
رنگ برنگی بوٹے لائے کجھ خاصی کجھ عامی
حکم اوہدے بن ککھ نہ ہلدا واہ قدرت دا والی
جیا جون نگاہ اوہدی وچ ہر پتر ہر ڈالی
آپ مکانوں خالی اس تھیں کوئی مکان نہ خالی
ہر ویلے ہر چیز محمد رکھ دا نت سنبھالی
لطف کریندا کرم کنندہ ہر دے کام سنوارے
سبھ خلقت دا راکھا اوہو بھیت پچھانے سارے
رستہ چھوڑ نبی دا ٹریاں کوئی نہ منزل پکدا
جے لکھ محنت ایویں کریئے کلر کول نہ اگ دا
رستہ صاف نبی دے پچھے ہور نہ جانوں کوئی
اوہو کرے شفاعت ساڈی تائیں ملسی ڈھوئی

Marfat.com

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سائے میں تمہارے ہیں قسمت یہ ہماری ہے
قربان دل و جاں ہیں کیا شان تمہاری ہے
کیا پیش کروں تم کو کیا چیز ہماری ہے
یہ دل بھی تمہارا ہے یہ جاں بھی تمہاری ہے
نقشہ تیرا دلکش ہے صورت تیری پیاری ہے
جس نے تمہیں دیکھا ہے سو جان سے واری ہے
گو لاکھ برے ہیں ہم کہلاتے تمہارے ہیں
اِک نظر کرم کرنا یہ عرض ہماری ہے
ہم چھوڑ کے اس در کو جائیں تو کہاں جائیں
اِک نام تمہارا ہے جو ہونٹوں پہ جاری ہے
تا جی تیرے سجدے سے زاہد کو جلن کیوں ہے
قدرت نے جبیں سائی قسمت میں اتاری ہے

Marfat.com

ایمان کیا ہے؟

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین پانچ چیزوں کا مجموعہ ہے ان میں سے کوئی بھی چیز دوسرے کے بغیر مقبول نہیں۔ اول اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ دوم اللہ عزوجل اور اس کے فرشتوں' الہامی کتابوں' اس کے رسولوں اور جنت و دوزخ پر یقین رکھنا اور مرنے کے بعد حساب و کتاب کے لئے اٹھنا۔ سوم نماز کے اس کے بغیر ایمان مقبول نہیں۔ چہارم زکوٰۃ کہ یہ گناہوں کا کفارہ ہے اور اس کے بغیر اللہ عزوجل ایمان اور نماز کو قبول نہیں کرے گا۔ پنجم رمضان المبارک کے روزے رکھنا اور پھر جس نے یہ تمام ارکان پورے کر لئے اور پھر حج کی استطاعت رکھتا ہوا پھر حج نہ کیا تو اس کی نماز' روزے اور زکوٰۃ وغیرہ کچھ قبول نہ ہوگا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ صرف اللہ عزوجل کی عبادت کرو' کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ' نماز پڑھا کرو' زکوٰۃ ادا کرو' رمضان کے روزے رکھو' خانہ کعبہ کا حج کرو' اچھی بات کیا کرو اور بری باتوں سے روکا کرو' گھر والوں کو سلام کیا کرو اور جوان باتوں سے کوئی ایک بات نہیں کرتا اس کا دین اسلام کا ایک جزو ناقص رہتا ہے اور جوان سب کو چھوڑ دے اس نے دین اسلام سے رخ پھیر لیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کے دل میں ماں باپ' اس کی اپنی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میری محبت نہ ہو۔

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اچھا گمان رکھنا' اللہ عزوجل کے ساتھ بہترین عبادات کے ہے یعنی اللہ عزوجل کے ساتھ حسن ظن بھی عبادت میں داخل ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حیاء اور ایمان ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں جب ان میں سے ایک اٹھالیا جائے تو دوسرا بھی اٹھالیا جاتا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ افضل ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری محبت اللہ عزوجل ہی کے لئے ہو اور اللہ عزوجل کے لئے ہی کسی سے بغض وعناد رکھو۔ اپنی زبان کو اللہ عزوجل کی یاد میں لگائے رکھو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کبھی میرے دل میں ایسے برے خیالات آتے ہیں کہ میں جل کر کوئلہ ہو جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے یہ خیالات صرف وسوسے کی حد تک ہیں اور کسی بدعملی کا موجب نہیں ہیں۔ وسوسے ایمان کے منافی نہیں ہیں اور ان پر مواخذہ نہ ہوگا۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دین خلوص اور وفاداری کا نام ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں اور ان میں اعلیٰ وافضل شاخ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور ادنی درجہ کسی تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹانا ہے۔

Marfat.com

مختصر تعارف

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کا حقیقی نام ''خدیجہ (رضی اللہ عنہا)'' اور کنیت ام ہند ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنی پاکیزگی اور نیک اخلاق و عادات کی بدولت طاہرہ کے لقب سے مشہور ہوئیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا واقعہ فیل سے پندرہ برس قبل مکہ مکرمہ میں تولد ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام خویلد بن اسد اور والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا جب سن بلوغت کو پہنچیں تو آپ رضی اللہ عنہا کی شادی ابو ہالہ بن بناش تمیمی سے ہوئی جن سے دو بیٹے تولد ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بڑے بیٹے کا نام ہالہ تھا جو کہ زمانہ جاہلیت میں ہی کسی لڑائی میں مارا گیا اور دوسرے بیٹے ہند کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ مسلمان ہو گیا تھا۔

ابو ہالہ بن بناش تیمی کے مرنے کے بعد ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی توجہ تجارتی امور کی جانب مبذول کر لی اور اس دوران آپ رضی اللہ عنہا کا بیشتر وقت بیت اللہ شریف میں بسر ہونے لگا۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنا مالِ تجارت کئی قافلوں کے ذریعے دیگر ممالک میں روانہ کرتی تھیں۔ مکہ مکرمہ میں جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و دیانت کا شہرہ عام ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنا کچھ مال ان کو بذریعہ تجارت کے لئے دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واپسی پر آپ رضی اللہ عنہا کو جب تمام حساب و کتاب نہایت دیانتداری کے ساتھ دیا تو آپ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے بے حد متاثر ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت ابو طالب کے مشورہ سے اس پیغام کو قبول کر لیا۔ نکاح کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کا حق مہر بیس اونٹ مقرر کیا گیا۔ نکاح کے وقت آپ رضی اللہ عنہا

Marfat.com

کی عمر مبارک چالیس برس اور حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پچیس برس تھی۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے نکاح کے بعد اپنا تمام مال آپ ﷺ کے سپرد کر دیا۔ پھر جب حضور نبی کریم ﷺ پر چالیس برس کی عمر میں پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ اس وقت غارِ حرا میں تھے۔ آپ ﷺ غارِ حرا سے گھر لوٹے تو آپ ﷺ گھبرائے ہوئے تھے۔ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کی دلجوئی فرمائی اور حوصلہ دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ ﷺ گھبرایئے نہیں آپ ﷺ صادق اور امین ہیں اور ہمیشہ غرباء و مساکین کا خیال رکھنے والے ہیں۔ اللہ عزوجل نے جس منصب کے لئے آپ ﷺ کو چنا ہے اس میں آپ ﷺ کو تنہا ہرگز نہ چھوڑے گا۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا دین اسلام قبول کرنے والی پہلی فرد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کرنے کے بعد ہر مشکل گھڑی میں حضور نبی کریم ﷺ کا ساتھ دیا۔ جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کو ان کے اہل و عیال سمیت شعب ابی طالب نامی گھاٹی میں محصور کیا گیا آپ رضی اللہ عنہا نے اس وقت بھی حضور نبی کریم ﷺ کا حوصلہ بڑھایا۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کے متعلق فرمایا کہ جب مشرکین کو میری باتیں ناگوار گزرتیں اور وہ مجھے تکلیف پہنچاتے تو اس وقت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) میری دلجوئی کرتیں اور میری ہمت بڑھاتی تھیں۔ ان کی دلجوئی سے میرے دل کو قرار آجاتا تھا۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال ۱۰ نبوی میں ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کو قبر میں اتارا۔ آپ رضی اللہ عنہا کو جنت المعلیٰ (مکہ مکرمہ) میں سپردِ خاک کیا گیا۔

Marfat.com

ولادت باسعادت

چمن میں ہر طرف شبنم کے موتی جھلملاتے ہیں
نسیم صبح کے جھونکے دلوں کو گدگداتے ہیں

حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش سے کچھ عرصہ قبل یمن کے بادشاہ ابرہہ نے اپنے لشکر کے ہمراہ مکہ مکرمہ پر حملہ کیا۔ ابرہہ کے لشکر میں بے شمار ہاتھی بھی تھے اور اس کا مکہ مکرمہ پر حملہ کرنا اس وجہ سے تھا کہ اس نے یمن میں ایک شاندار گرجا گھر تعمیر کیا تھا اور اس کی کوشش تھی کہ عرب کے لوگ خانہ کعبہ کی بجائے اس گرجا گھر کا رخ کریں۔ جب عربوں کو اس کی اس سازش کا علم ہوا تو قبیلہ کنانہ کا ایک شخص اس گرجا گھر گیا اور پاخانہ کر کے آ گیا۔ ابرہہ کو اس بات پر سخت طیش آیا اور اس نے اپنے لشکر کو لے کر مکہ مکرمہ پر چڑھائی کر دی تا کہ خانہ کعبہ کو (معاذ اللہ) نیست و نابود کر دے۔ ابرہہ کے لشکر نے مکہ مکرمہ کی جانب پیش قدمی کی اور مکہ مکرمہ کے نواح میں موجود مویشیوں پر قبضہ کر لیا جس میں حضرت عبدالمطلب کے چار سو اونٹ بھی شامل تھے۔ حضرت عبدالمطلب کو اس واقعہ سے شدید رنج پہنچا۔ آپ جب ابرہہ سے گفتگو کرنے گئے تو وہ آپ کے حسن و جمال اور رعب و دبدبہ کو دیکھ کر مرعوب ہو گیا اور اپنی مسند سے نیچے اتر آیا۔ اس نے آپ کی عزت کی اور آنے کی وجہ دریافت کی۔ آپ نے فرمایا کہ میرے اونٹ جو تمہارے سپاہی ہانک کر لے گئے ہیں وہ مجھے واپس کر دیں۔ ابرہہ کہنے لگا کہ میں سمجھا کہ شاید آپ مجھ سے لڑیں گے مگر آپ نے اپنے اونٹ واپس مانگ کر اپنی عزت کم کر دی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اونٹ میرے ہیں اور تم خانہ کعبہ پر چڑھائی کرنے آئے ہو وہ اللہ کا گھر ہے اللہ اپنے گھر کی حفاظت خود کر سکتا ہے مجھے اس کے گھر کی کوئی فکر

Marfat.com

نہیں ہے۔ ابرہہ نے جب آپ کا جواب سنا تو غرور کے ساتھ کہنے لگا کہ میں خانہ کعبہ کو (نعوذ باللہ) مسمار کر کے جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تم جانے اور اللہ جانے مجھے میرے اونٹ واپس کر دو۔ ابرہہ نے آپ کے اونٹ واپس کر دیئے اور آپ مکہ مکرمہ واپس لوٹ آئے۔ مکہ مکرمہ واپس آنے کے بعد آپ نے اہل مکہ کو اکٹھا کیا اور انہیں کہا کہ اپنے مویشیوں اور مال کو لے کر مکہ مکرمہ کی حدود سے نکل جاؤ۔ پھر آپ اپنے خاندان کے کچھ افراد کو لے کر خانہ کعبہ گئے اور خانہ کعبہ کے دروازے کو پکڑ کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کی کہ اے اللہ! ہر کوئی اپنے گھر کی حفاظت خود کرتا ہے تو بھی اپنے گھر کی حفاظت خود فرما۔ پھر آپ اپنے خاندان کو لے کر مکہ مکرمہ سے نکل گئے۔

ابرہہ جب اگلے دن اپنے لشکر کو لے کر خانہ کعبہ کو (نعوذ باللہ) مسمار کرنے کے لئے مکہ مکرمہ کی حدود میں داخل ہوا تو اللہ عزوجل نے ابابیلوں کو بھیج دیا جن کی چونچوں میں کنکریاں تھیں۔ ان ابابیلوں نے ان پر کنکریاں برسانا شروع کر دیں۔ کچھ ہی دیر میں ابرہہ اور اس کا لشکر جہنم واصل ہو گیا۔ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں سورۂ فیل میں اس واقعہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔

> "(اے محبوب ﷺ)! کیا آپ جانتے نہیں کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔ ان کی چالوں کو ان ہی پر الٹ دیا اور پرندے بھیجے کنکریاں لئے ہوئے تاکہ وہ ان پر کنکریاں برسائیں۔ پس انہیں بنا ڈالا جیسے چبایا ہوا بھس۔"

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس واقعہ سے پندرہ برس قبل ۵۵۵ھ میں مکہ مکرمہ میں تولد ہوئیں۔ جب ابرہہ اور اس کے لشکر نے خانہ کعبہ پر چڑھائی کی اس وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک قریباً پندرہ برس تھی اور آپ رضی اللہ عنہا اس وقت ابو ہالہ بن بناش تمیمی کے نکاح میں تھیں۔

Marfat.com

نام ونسب

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا نام خدیجہ (رضی اللہ عنہا) ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام ہند جبکہ لقب طاہرہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے حسن اخلاق اور پاکیزگی کی بدولت طاہرہ کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام خویلد بن اسد اور والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ ہے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تعلق قریش سے ہے اور آپ رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسب چوتھی پشت پر حضور نبی کریم ﷺ سے جا ملتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا والد کی جانب سے شجرہ نسب حسب ذیل ہے:

"ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیٰ بن کلاب۔"

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا والدہ کی طرف سے شجرہ نسب ذیل ہے:

"ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت فاطمہ بنت زائدہ بن الاصم بن عاصم بن لوی۔"

حضور نبی کریم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عوام بن خویلد سے ہوا تھا جن سے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔

Marfat.com

والدین

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد خویلد بن اسد ایک کامیاب تاجر تھے اور اپنی آسودگی کی وجہ سے قریش اور اہل مکہ میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ ہر شخص ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ خویلد بن اسد کی شادی ہالہ بنت عبد مناف کی بیٹی فاطمہ بنت زائدہ سے ہوئی۔

خویلد بن اسد کثیر الاولاد تھے اور قریش کے سالاروں میں سے ایک تھے۔ دین اسلام سے قبل عربوں میں لڑائیوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہوا جن میں سے ایک مشہور حربِ فجار ہے۔ جس وقت یہ جنگ ہوئی اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک بیس برس تھی۔ اس جنگ میں خویلد بن اسد نے بھی شمولیت اختیار کی اور قتل ہوئے۔

خویلد بن اسد کا کاروبار چونکہ بے حد وسیع تھا اس لئے ان کے قتل کے بعد کاروبار کی تمام ذمہ داری ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سنبھال لی جن کے اس وقت تک دو نکاح ہو چکے تھے۔

Marfat.com

ابتدائی حالات وواقعات

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بچپن سے ہی نیک عادات کی مالک تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا گھرانہ لغویات اور فضول باتوں سے دور تھا اس لئے آپ رضی اللہ عنہا کی تربیت بھی اسی بہترین ماحول میں ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا زمانہ جاہلیت سے ہی طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جب سن بلوغت کو پہنچیں تو آپ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی زرارہ تمیمی کے بیٹے بناش سے ہوئی جو کہ ابو ہالہ کے نام سے مشہور ہوا۔ بناش سے آپ رضی اللہ عنہا کے دو بیٹے ہند اور حارث اور ایک بیٹی زینب تولد ہوئی۔ ہند کے نام پر آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام ہند مشہور ہوئی۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی دوسری شادی ابو ہالہ کے مرنے کے بعد عتیق بن عائد مخزومی سے ہوئی۔ عتیق سے آپ رضی اللہ عنہا کے بیٹے عبداللہ بن عتیق تولد ہوئے۔

کچھ مؤرخین نے اس کے الٹ بھی بیان کیا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی عتیق بن عائد مخزومی سے ہوئی اور پھر اس کے مرنے کے بعد دوسری شادی ابو ہالہ سے ہوئی اور جس وقت آپ رضی اللہ عنہا کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا اس وقت عبداللہ بن عتیق کی عمر دس برس تھی۔

کتب سیر میں منقول ہے کہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد خویلد بن اسد کی خواہش تھی کہ وہ آپ رضی اللہ عنہا کی شادی اپنے بھتیجے ورقہ بن نوفل سے کریں جو کہ اس وقت تورات اور انجیل کے عالم تھے اور بت پرستی سے کوسوں دور تھے۔ خویلد بن اسد کی یہ

Marfat.com

خواہش پوری نہ ہوسکی اور آپ رضی اللہ عنہا کی شادی ابو ہالہ اور عتیق سے ہوئی۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے والد اور دوسرے شوہر کے مرنے کے بعد تجارتی سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا بچوں کی کفالت بھی کرتیں اور ان کی تعلیم وتربیت کا بھی خاص خیال رکھتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا بچپن سے ہی بتوں سے شدید نفرت کرتی تھیں اور کبھی ان کی عبادت نہ کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے مال میں سے کثیر حصہ اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے تورات اور انجیل کو سنا کرتی تھیں اور ان کے مطالب ومعانی پر غور کرتی تھیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا قیام زیادہ تر خانہ کعبہ میں ہوتا تھا جہاں آپ رضی اللہ عنہا خدائے واحد کی عبادت میں مشغول رہتی تھیں۔ اس کے علاوہ آپ رضی اللہ عنہا اپنا سامانِ تجارت مکہ مکرمہ کے ایماندار اور نیک لوگوں کے ہاتھ تجارت کی غرض سے دوسرے ممالک میں بھیجا کرتی تھیں۔ ان تجارتی قافلوں میں آپ رضی اللہ عنہا اپنے غلاموں کو بھی روانہ کرتیں جو نفع ونقصان کا حساب رکھتے تھے۔

Marfat.com

ام المومنین کے مرتبہ پر فائز ہونا

حضور نبی کریم ﷺ سے پہلی ملاقات:

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پچیس برس ہو چکی تھی اور آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جب آپ ﷺ کے متعلق علم ہوا تو انہوں نے آپ ﷺ کو بلایا اور ارادہ ظاہر کیا کہ آپ ﷺ میرا سامان تجارت کی غرض سے لے کر ملک شام جائیں۔ میں اپنا مال لے جانے کا جو معاوضہ دوسروں کو دیتی ہوں آپ ﷺ کی امانت اور دیانت کی بدولت اس سے دوگنا معاوضہ دوں گی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کی اس پیش کش کو قبول کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے سامانِ تجارت کے ساتھ اپنے ایک خاص غلام ''میسرہ'' کو بھی آپ ﷺ کے ہمراہ روانہ کیا۔

یہ آخری نبی ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ جب سامانِ تجارت لے کر ملک شام روانہ ہوئے تو اس سفر میں میسرہ آپ ﷺ کی خدمت کرتا رہا۔ جب آپ ﷺ سامانِ تجارت لے کر ملک شام کے مشہور بازار بصری پہنچے تو وہاں ایک راہب نسطورا سے ملاقات ہوئی۔ نسطورا جو کہ میسرہ کو جانتا تھا اس نے میسرہ سے دریافت کیا کہ یہ تمہارے ساتھ آنے والے کون ہیں؟ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ ایک درخت کے نیچے آرام فرما رہے تھے۔ میسرہ نے کہا کہ ان کا نام محمد (ﷺ) ہے اور یہ صادق اور امین کے لقب سے مشہور ہیں۔ ان کا تعلق قریش کے مشہور قبیلے بنو ہاشم سے ہے۔ نسطورا نے جب میسرہ کی باتیں سنیں تو کہنے لگا کہ اس درخت کے نیچے

Marfat.com

نبی کے سوا کوئی نہیں آیا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ آخری نبی ہیں اور آخری نبی کی جو نشانیاں میں نے تورات اور انجیل میں پڑھی ہیں وہ سب مجھے ان میں نظر آ رہی ہیں۔ کاش میں اس وقت زندہ ہوں جب یہ اپنی نبوت کا اعلان کریں گے۔ میں ان کی مدد کروں اور اپنی تمام زندگی ان کی خدمت میں بسر کروں۔ اے میسرہ! میں تجھے نصیحت کرتا ہوں تم ان سے جدا ہونا اور ان کی خدمت کرنا کیونکہ یہ آخری نبی ہیں۔

میسرہ کا مشاہدہ:

حضور نبی کریم ﷺ نے بصری میں تمام سامانِ تجارت فروخت کیا اور مکہ مکرمہ واپس روانہ ہوئے۔ جب آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس وقت ایک بالاخانے میں موجود تھیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کو شہر میں داخل ہوتے دیکھا اس وقت آپ ﷺ پر بادل سایہ کیے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جب یہ منظر دیکھا تو طبیعت میں ایک عجیب ہلچل پیدا ہوئی۔ جب آپ رضی اللہ عنہا کا غلام میسرہ آپ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے اس سے سفر کے متعلق دریافت کیا۔ میسرہ نے سفر میں پیش آنے والے عجیب وغریب واقعات اور راہب نسطورا کی باتوں کے متعلق بتایا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جب اپنے غلام میسرہ کی باتیں سنیں تو دل میں حضور نبی کریم ﷺ کی عزت وتکریم پہلے سے زیادہ بڑھ گئی۔

ورقہ بن نوفل سے گفتگو:

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب اپنے غلام میسرہ کی باتیں سنیں تو آپ رضی اللہ عنہا اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں جو کہ تورات اور انجیل کے عالم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے میسرہ کی بتائی ہوئی باتیں انہیں بتائیں تو ورقہ بن نوفل کہنے لگے کہ اگر یہ باتیں سچی ہیں تو یہ تورات اور انجیل میں مذکور اس آخری نبی کی جانب اشارہ کرتی ہیں اور وہ نبی یقیناً محمد (ﷺ) ہی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جب ورقہ بن نوفل کی باتیں سنیں تو دل میں آپ ﷺ سے شادی کی خواہش پیدا ہوئی۔

111524

Marfat.com

نکاح کا پیغام:

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس سے قبل ابو ہالہ بن زرارہ تمیمی اور عتیق بن عائذ مخزومی سے ہو چکی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ان دونوں کی وفات کے بعد قریش کے بڑے بڑے سرداروں کے آنے والے رشتوں کو ٹھکرا دیا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ عمر میں آپ رضی اللہ عنہا سے چھوٹے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات واطوار اور اخلاق نے آپ رضی اللہ عنہا کے دل میں جگہ بنا لی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے قلب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی خواہش پیدا ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو بلایا جو کہ آپ رضی اللہ عنہا کے بھائی عوام بن خویلد کی زوجہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ان سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات واطوار کے متعلق دریافت کیا۔ پھر حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا بنت امیہ کے ذریعے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نکاح کا پیغام بھیجا۔

حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا بنت امیہ کی روایت ہے کہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا صحت مند اور نیک خاتون تھیں۔ اللہ عزوجل نے انہیں ام المومنین کے مرتبہ پر فائز کیا۔ یہ اعزاز انہیں اس وجہ سے بھی حاصل ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہا اس وقت قریش میں نسب کے اعتبار سے سب سے اعلیٰ، دولت مند، حسین وجمیل، پاک دامن اور راست گو تھیں۔ قریش میں انہیں طاہرہ کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ قریش کے لوگ ان سے شادی کے خواہش مند تھے مگر آپ رضی اللہ عنہا نے کسی کو قبول نہیں کیا۔ پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا سامان تجارت کی غرض سے لے کر گئے اور اس سفر سے واپس لوٹے تو آپ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق سے متاثر ہوئیں اور نکاح کا پیغام اپنے بڑوں کی رضامندی کے بغیر میرے ذریعے خفیہ طور پر بھیجا۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شادی کر لیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مال و دولت، عزت وشہرت، حسن و جمال کی طرف بلایا جائے تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے قبول کر لیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کون ہیں؟ میں نے عرض کیا

Marfat.com

کہ وہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) بنت خویلد ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں میری فکر کیوں ہونے لگی جبکہ وہ دولت مند ہیں اور میں یتیم ہوں؟ میں نے عرض کی کہ اس کا ذمہ میں لیتی ہوں۔

طبقات ابن سعد میں علامہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت نفیسہ رضی اللہ عنہا بنت امیہ سے روایت بیان کی ہے کہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا شریف النفس اور نہایت ہوشیار خاتون تھیں۔ اللہ عزوجل نے ان کے ساتھ خیر کا ارادہ کر رکھا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا اس وقت تمام قریش میں نہایت معزز اور دولت مند خاتون تھیں۔ قریش کا ہر شخص آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا خواہش مند تھا اور اس کے لئے اپنا تمام مال بھی خرچ کرنے کو تیار تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے مجھے بلایا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نکاح کا پیغام دے کر بھیجا۔ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شادی کرنے سے کیا چیز روکتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس مال نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے کفایت کروں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمال و مال اور شرافت کی دعوت دی جائے تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے قبول نہ کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی کون سی عورت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ وہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) بنت خویلد ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیسے ہوگا؟ میں نے عرض کیا کہ اس کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ اس کے بعد میں نے ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جا کر آگاہ کیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم ان سے کہہ دینا کہ وہ فلاں وقت آجائیں۔ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی ہوئی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس برس اور ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چالیس برس تھی۔

ابن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی شادی کی بات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خود کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا اور تمہارا کیا جوڑ ہوسکتا ہے؟ تم قریش کی دولت مند خاتون ہو اور میں قریش کا ایک یتیم شخص ہوں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر تجارت

Marfat.com

پر جانے سے قبل اپنے چچا حضرت ابوطالب سے مشورہ کیا۔ حضرت ابوطالب نے آپ ﷺ کو اجازت دے دی۔ حضور نبی کریم ﷺ جب سفر تجارت سے واپس لوٹے اور ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو بلایا۔ حضور نبی کریم ﷺ جب آپ رضی اللہ عنہا سے ملنے کے لئے گئے تو حضرت ابوطالب نے اپنی لونڈی نبعہ کو آپ ﷺ کے پیچھے روانہ کیا تا کہ معلوم ہو سکے کہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو کیوں بلایا ہے؟ جس وقت حضور نبی کریم ﷺ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں میں جس کا ارادہ رکھتی ہوں وہ میری خواہش ہے اور جو آخری نبی آنے والے ہیں وہ آپ ﷺ ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! اگر وہ نبی میں ہوں تو جو بھلائی میرے ساتھ آپ (رضی اللہ عنہا) نے کی ہے میں اسے کبھی نہیں بھولوں گا۔ اگر وہ نبی میرے علاوہ کوئی اور ہے تو وہ اللہ جس کی وجہ سے یہ سب کچھ آپ (رضی اللہ عنہا) نے کیا وہ اس اجر کو ضائع نہیں کرے گا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ پھر آپ ﷺ نے بکریاں چرانی چھوڑ دیں اور ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن کے پاس بطورِ اجرت اونٹ چرانے لگے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ ان کا سامان بھی تجارت کی غرض سے لے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ جب مالِ تجارت فروخت کرنے کے بعد لوٹے تو کچھ اجرت ان کی طرف باقی رہ گئی۔ آپ ﷺ کے ساتھیوں نے کہا کہ آپ ﷺ بھی ہمارے ساتھ تھے ہم ان سے اپنی اجرت کا تقاضا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم چلے جاؤ مجھے ان سے حیاء آتی ہے۔ جب وہ لوگ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن کے پاس پہنچے تو انہوں نے پوچھا کہ محمد (ﷺ) کدھر ہیں؟ انہوں نے کہا کہ انہیں حیاء آتی ہے۔ وہ کہنے لگیں کہ میں نے ایسی حیاء کرنے والا کوئی نہیں دیکھا؟ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جب معلوم ہوا تو انہوں نے آپ ﷺ کو بلا بھیجا۔ آپ ﷺ ان کے پاس آئے اور جب انہوں نے رشتہ کی بات کی تو آپ ﷺ

Marfat.com

نے فرمایا کہ تمہارا باپ دولت مند ہے وہ میرے ساتھ تمہاری شادی ہرگز نہیں کرے گا۔ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ ﷺ ان سے اس وقت ملیں جب وہ نشہ کی حالت میں ہوں۔ آپ ﷺ ان کے والد خویلد سے اس وقت ملے جب وہ نشہ کی حالت میں تھے انہوں نے آپ ﷺ کی شادی ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کر دی۔ جب صبح وہ لوگوں میں پہنچے تو لوگوں نے کہا کہ تم نے اچھا کیا کہ اپنی بیٹی کی شادی محمد (ﷺ) سے کر دی۔ انہوں نے حیرانگی سے کہا کہ کیا میں نے ایسا کیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں! تم نے ایسا کیا ہے۔ وہ گھر آئے اور اپنی بیٹی سے دریافت کیا۔ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ایسا ہی ہے پھر انہوں نے اپنے باپ کو سمجھایا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے دو اوقیہ سونا یا چاندی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا اور کہا کہ اس سے ایک جوڑا، ایک بھیڑ اور کچھ ضروری سامان خرید لیں اور میرے پاس ہدیہ بھیج دیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے والد حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح نہیں کرنا چاہتے تھے۔ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کھانا پکایا اور اپنے باپ اور قریش کے چند لوگوں کو بلایا۔ سب لوگوں نے کھانا کھایا اور شراب پی یہاں تک کہ ان کو نشہ ہو گیا۔ اس وقت ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ سے کہا کہ میری شادی محمد (ﷺ) کے ساتھ کر دیں۔ چنانچہ ان کی شادی حضور نبی کریم ﷺ سے کر دی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ کو خلوق لگا دی اور انہیں نیا جوڑا پہنا دیا۔ اس وقت یہ رواج تھا۔ چنانچہ جب ان کے باپ کا نشہ اترا تو اس نے نیا جوڑا اور خلوق لگی دیکھی تو دریافت کیا کہ میرا یہ حال کیسا ہے؟ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میری شادی محمد (ﷺ) بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ہو گئی ہے۔ باپ نے کہا کہ میں ایک یتیم سے تمہاری شادی کروں گا؟ اللہ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ سے کہا کہ کیا آپ

Marfat.com

قریش کے سامنے یہ کہیں گے کہ میں نشہ میں تھا اور میں نے بیٹی کی شادی کر دی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے باپ نے جب یہ بات سنی تو راضی ہو گئے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ بازار جارہے تھے کہ راستہ میں مجھے ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن نے آواز دی۔ میں ان کی جانب بڑھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہیں رک گئے۔ میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ کیا تمہارے ساتھی میری بہن سے شادی کریں گے؟ میں نے وہ بات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رضامندی کا اظہار کیا۔ پھر ہم اگلے دن ان کے گھر گئے تو ہم نے دیکھا کہ انہوں نے گائے ذبح کر رکھی تھی اور ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو حلہ پہنا رکھا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اخلاق کی بدولت پسند کیا:

ابن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ان الفاظ کو بیان کیا ہے جو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا پیغام دیتے وقت کہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اچھے اخلاق، دیانت وایمانداری اور سچائی کی بدولت پسند کرتی ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔

چچا حضرت ابوطالب اور خاندان کے دیگر لوگوں سے مشورہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے شادی کے پیغام کے متعلق اپنے چچا حضرت ابوطالب اور خاندان کے دیگر معتبر لوگوں سے مشورہ کیا۔ تمام خاندان والوں نے بلاچوں چرا اس رشتے کو قبول کر لیا۔

حضرت ابوطالب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ تم ان سے ضرور نکاح کرو اس سے لوگوں کی نظروں میں تمہاری عزت میں اضافہ ہوگا اور بھلائی کے کام جو تم کرتے ہو اس میں تمہیں کامیابی حاصل ہوگی۔

Marfat.com

ام المومنین کے مرتبہ پر فائز ہونا:

حضور نبی کریم ﷺ نے جب خاندان والوں کی رضامندی حاصل کر لی تو آپ ﷺ نے ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کی قبولیت کا پیغام بھیجا۔ پھر وقت مقررہ پر حضور نبی کریم ﷺ اپنے چچاؤں حضرت سیّدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوطالب اور دیگر معززین کے ہمراہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے جہاں آپ ﷺ کا نکاح ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہوا اور وہ ام المومنین کے مرتبہ پر فائز ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا مومنوں کی پہلی ماں اور حضور نبی کریم ﷺ کی پہلی زوجہ ہیں۔ نکاح کا خطبہ حضرت ابوطالب نے پڑھایا جس کا ترجمہ ذیل ہے:

''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد بنایا۔ اس نے ہمیں معد اور مضر کے خاندان میں پیدا فرمایا اور ہمیں اپنے گھر کا محافظ بنایا۔ اس نے ہمیں علم و حکمت والا گھر عطا فرمایا جس کا حج کیا جاتا ہے اور یہ ایسا گھر ہے جو امن والا ہے۔ اس نے ہمیں لوگوں پر حاکم مقرر کیا۔ یہ میرے بھائی کا بیٹا محمد (ﷺ) ہے۔ یہ ایسا جوان ہے جس کا موازنہ قریش کے کسی دوسرے فرد کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ اس کے پاس مال نہیں ہے تو کیا ہوا مال تو ڈھلنے والی اور بدل جانے والی شے ہے۔ تم میرے بھتیجے کی قرابت اور محبت کو خوب جانتے ہو۔ وہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) بنت خویلد سے نکاح کرتا ہے اور مہر بیس اونٹ مقرر کیا گیا ہے۔ میرے بھتیجے کا مستقبل نہایت شاندار ہے اور یہ بلند مرتبہ کا حامل ہوگا۔''

حضرت ابوطالب جب خطبہ پڑھ چکے تو ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کھڑے ہوئے اور انہوں نے ذیل کا خطبہ دیا:

Marfat.com

''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں وہ فضیلت عطا کی جس کا ذکر جناب ابوطالب نے کیا۔ بے شک ہم عرب کے سردار ہیں اور کوئی بھی قبیلہ ہماری فضیلت سے انکار نہیں کرتا۔ بے شک ہم لوگوں نے آپ کے ساتھ رشتہ کرنے کو پسند کیا۔ اے قریش! تم گواہ رہو کہ خدیجہ (رضی اللہ عنہا) بنت خویلد کو ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کے نکاح میں دیا۔''

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے بعد اپنا تمام مال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے بعد ولیمہ کی دعوت بھی کی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اونٹ ذبح کیا اور لوگوں کی شاندار دعوت کی۔ شادی کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس برس اور ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چالیس برس تھی۔

Marfat.com

امہات المومنین کے فضائل

حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج مومنوں کی مائیں ہیں اس لئے انہیں امہات المومنین کہا جاتا ہے۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی ازواج میں سے کسی ایسی عورت سے نکاح نہیں کیا اور نہ اپنی بیٹی کسی کے نکاح میں دی جب تک جبرائیل (علیہ السلام) اللہ عزوجل کا پیغام لے کر میری جانب نہ آئے۔

اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں سورۃ الاحزاب میں امہات المومنین کے متعلق یوں ارشاد فرمایا:

"نبی (ﷺ) مومنوں کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب ہیں اور آپ (ﷺ) کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔"

طبرانی کی روایت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی کہ میں اہل جنت کے سوا کسی سے نکاح نہ کروں۔ اللہ عزوجل نے میری اس دعا کو قبول فرمایا۔

حضرت حصین رضی اللہ عنہ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے اہل بیت کون ہیں اور کیا حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج اہل بیت نہیں؟ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بے شک حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج اہل بیت ہیں لیکن ایک اہل بیت وہ ہیں جن پر صدقہ وزکوٰۃ حرام ہے اور ان میں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اولاد، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی اولاد اور حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد شامل ہے۔

Marfat.com

قرآن مجید میں سورۃ الاحزاب میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

''اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے گھر والو کہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور کردے اور تمہیں پاک وصاف کردے۔''

یہی وجہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اور میرے اہل بیت گناہوں سے پاک ہیں۔

قرآن مجید میں سورۃ الشعراء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہوتا ہے:

''فرمادیجئے کہ میں کوئی معاوضہ طلب نہیں کرتا (اس دعوتِ حق کا) بجز اپنے قرابت داروں کی محبت کے۔''

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی کی سی ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ فلاح پا گیا اور جو سوار نہ ہوا وہ ہلاک ہوا۔

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور نبی کریم ﷺ ۱۲ ربیع الاول واقعہ فیل کے قریباً دو ماہ بعد ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو اس جہانِ فانی میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کے والد ماجد کا نام حضرت سیّد عبداللہ رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت سیّدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت سیّد عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال آپ ﷺ کی پیدائش سے قبل اس وقت ہوا جب وہ تجارت کی غرض سے ملک شام روانہ ہوئے۔ سفر سے واپسی پر آپ رضی اللہ عنہ کی طبیعت کچھ ناساز ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں اپنے ننھیال بنوعدی بن نجار میں قیام پذیر ہوئے اور کچھ دن بیمار رہنے کے بعد وصال فرما گئے اور وہیں مدفون ہوئے۔ چنانچہ جب حضور نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کی تمام ذمہ داری آپ ﷺ کے دادا حضرت عبدالمطلب کے کندھوں پر آن پڑی اور انہوں نے یہ ذمہ داری نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے اپنے چچا ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی حضرت ثوبیہ کا دودھ تناول فرمایا۔ پھر آپ ﷺ اپنی والدہ حضرت سیّدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا دودھ تناول فرماتے رہے۔ بعدازاں آپ ﷺ کو حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا گیا جو آپ ﷺ کو اپنے قبیلہ میں لے گئیں اور دودھ پلاتی رہیں۔ اس وقت عرب میں یہ رواج عام تھا کہ وہ اپنے بچوں کو دودھ پلانے کے لئے اردگرد کے دیہاتوں میں بھیج دیتے تھے تاکہ بچہ وہاں کی آب وہوا میں صحیح طریقہ سے نشوونما پائے۔ بچہ کی جسمانی صحت اچھی ہو اور وہ اپنی مادری زبان میں فصاحت و بلاغت حاصل کرے۔

حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بنوسعد کی عورتوں کے ہمراہ دودھ

Marfat.com

پلانے کے لئے بچے کی تلاش میں مکہ مکرمہ پہنچی۔ اس وقت میری گود میں ایک بچہ تھا مگر فاقہ کی وجہ سے میری چھاتیوں میں اتنا دودھ نہ تھا کہ جو میں اس کو پلا سکتی۔ وہ بچہ رات بھر بھوک سے تڑپتا رہتا اور ہم میاں بیوی اس کی دلجوئی کرتے رہتے۔ ہمارے پاس ایک اونٹنی بھی تھی مگر اس اونٹنی کے تھنوں میں بھی دودھ نہ تھا۔ میں مکہ مکرمہ جس خچر پر سوار ہو کر آئی وہ اس قدر لاغر تھا کہ میرے قافلے والے مجھ سے تنگ آ گئے تھے۔ جب میں مکہ مکرمہ پہنچی تو میرے ساتھ آنے والی دوسری عورتوں نے معزز اور امیر گھرانوں کے بچے گود لے لئے اور میرے لئے حضور نبی کریم ﷺ کے سوا کوئی نہ بچا۔ آپ ﷺ چونکہ یتیم تھے اس لئے کوئی بھی آپ ﷺ کو لینے کے لئے تیار نہ تھا۔ میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں خالی ہاتھ جانا نہیں چاہتی میں اس یتیم بچے کو ہی لے کر جاؤں گی۔ میرے شوہر نے میری بات مان لی اور ہم حضور نبی کریم ﷺ کو لے کر اپنے گاؤں روانہ ہوئے۔ میری سوئی ہوئی قسمت جاگ پڑی اور جب میں حضور نبی کریم ﷺ کو دودھ پلانے لگی تو میری چھاتیوں سے دودھ جاری ہو گیا۔ آپ ﷺ نے شکم سیر ہو کر دودھ پیا اور پھر میرے بیٹے نے بھی شکم سیر ہو کر دودھ پیا۔ میں نے جب اپنی اونٹنی کو دیکھا تو اس کے تھن بھی دودھ سے بھر چکے تھے۔ میرے شوہر نے اس کا دودھ دوہا اور ہم دونوں میاں بیوی نے وہ دودھ سیر ہو کر پیا۔ میرے شوہر نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کی یہ برکتیں دیکھیں تو کہنے لگا کہ اے حلیمہ (رضی اللہ عنہا)! تم بڑا نیک بچہ لائی ہو یہ بڑی قسمت والا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں جس لاغر خچر پر مکہ مکرمہ آئی تھی واپسی پر وہی خچر دوسرے جانوروں سے تیز چلنے لگا اور قافلے کی دیگر عورتیں مجھ سے کہنے لگیں: اے حلیمہ (رضی اللہ عنہا)! یہ وہی خچر ہے جس پر تم آئی تھیں؟ جب ہم گھر پہنچے تو چراگاہ میں موجود میری تمام بکریوں کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے اور تمام قبیلہ والے میری اس خوش قسمتی پر حیران ہو رہے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ جب چلنے پھرنے لگے تو آپ ﷺ حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بکریوں کو چرانے کی غرض سے لے جاتے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ

Marfat.com

کے رضاعی بھائی بھی ہوتے تھے۔ ایک دن آپ ﷺ چراگاہ میں بکریاں چرانے لے کر گئے تو ملائکہ کا نزول ہوا انہوں نے آپ ﷺ کا سینہ چاک کیا اور دل میں نور بھر کر چلے گئے۔ آپ ﷺ کے رضاعی بھائی ہانپتے ہوئے گھر لوٹے اور شور مچا دیا کہ محمد (ﷺ) کا سینہ تین لوگوں نے چاک کر دیا۔ حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر بھاگے ہوئے چراگاہ میں پہنچے تو آپ ﷺ چراگاہ میں صحیح سلامت موجود تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے ماجرا دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص سفید لباس میں ملبوس آئے اور انہوں نے مجھے زمین پر لٹا کر میرا سینہ چاک کیا اور اس میں سے کچھ نکال کر پھینک دیا اور پھر کوئی شے میرے سینے میں ڈال دی۔ پھر میرے سینے کو سی کر چلے گئے اور مجھے کچھ تکلیف نہیں ہوئی۔ حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر نے جب سنا تو ڈر گئے اور ارادہ کیا کہ آپ ﷺ کو جتنا جلد ہو سکے واپس گھر والوں کے پاس چھوڑ آئیں۔ حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جب آپ ﷺ کو لے کر حضرت سیّدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچیں تو انہوں نے اتنی جلد واپسی پر حیرانگی کا اظہار کیا۔ حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے سینہ چاک ہونے کا واقعہ بیان کر دیا۔ حضرت سیّدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ کی قسم! میرے بیٹے پر کوئی سایہ نہیں ہے اور یہ میرے بیٹے کی شان ہے۔ پھر حضرت سیّدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیّدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو مطمئن کر کے بھیج دیا اور اپنے نورِ نظر کی پرورش خود کرنے لگیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک چھ برس تھی کہ آپ ﷺ کی والدہ حضرت سیّدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا' آپ ﷺ کو لے کر مدینہ منورہ اپنے شوہر حضرت سیّد عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر گئیں۔ اس سفر میں حضرت سیّدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کی خادمہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بھی ہمراہ تھیں۔ مدینہ منورہ سے واپسی پر ابواء کے مقام پر حضرت سیّدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا اور حضور نبی کریم ﷺ والدہ کے سایہ شفقت سے بھی محروم ہو گئے۔ حضرت سیّدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو ابواء کے مقام پر ہی سپردِ خاک کیا گیا۔

حضرت سیّدہ بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا' حضور

Marfat.com

نبی کریم ﷺ کو لے کر مکہ مکرمہ واپس پہنچیں اور آپ ﷺ کو حضرت عبدالمطلب کے سپرد کر دیا۔ حضرت عبدالمطلب نے اپنے یتیم پوتے کی پرورش میں کوئی کمی نہ آنے دی اور اپنے لاڈلے بیٹے حضرت سیّد عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اس فرزند کو سینے سے لگائے رکھا۔ جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک آٹھ برس ہوئی تو حضرت عبدالمطلب بھی وصال فرما گئے۔

حضرت عبدالمطلب کے وصال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کی ذمہ داری آپ ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب نے سنبھال لی۔ حضرت ابوطالب' آپ ﷺ کو خود سے جدا نہ کرتے تھے اور اپنے ساتھ ہی سلاتے تھے۔ حضرت ابوطالب کہتے ہیں کہ میں نے بچپن سے جوانی تک کبھی محمد (ﷺ) کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا اور نہ ہی انہوں نے کبھی کسی کو نقصان پہنچایا۔ آپ ﷺ ہمیشہ ہر ایک کے ساتھ خواہ دوست ہو یا دشمن خوش اخلاقی سے پیش آتے تھے۔

جس وقت حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک بارہ برس ہوئی تو حضرت ابوطالب آپ ﷺ کو اپنے ساتھ تجارتی سفر میں ملک شام لے گئے۔ جب یہ قافلہ بصرہ پہنچا تو وہاں ایک عیسائی راہب بحیرا نے حضور نبی کریم ﷺ کو پہچان لیا۔ اس نے تمام قافلہ والوں کی دعوت کی اور حضرت ابوطالب سے کہنے لگا کہ آپ کا بھتیجا دونوں جہانوں کا سردار ہے اور اللہ عزوجل نے انہیں حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ آپ انہیں لے کر واپس چلے جائیں کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہودی انہیں نقصان نہ پہنچائیں۔ حضرت ابوطالب نے جب بحیرا راہب کی بات سنی تو مزید سفر کا ارادہ ترک کر کے مکہ مکرمہ واپس لوٹ آئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک جب پچیس برس ہوئی تو آپ ﷺ کا نکاح ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوا جن سے آپ ﷺ کی چار بیٹیاں اور دو بیٹے تولد ہوئے۔ آپ ﷺ کے بیٹے کم سنی میں ہی وصال فرما گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک پینتیس برس تھی جب خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کی گئی۔ روایات میں آتا ہے کہ اس سال شدید بارشیں ہوئیں جس سے خانہ کعبہ کی عمارت کو

Marfat.com

بھی نقصان پہنچا اور وہ منہدم ہوگئی۔ حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام نے خانہ کعبہ کی جو عمارت تعمیر کی تھی وہ بہت پرانی ہو چکی تھی۔ خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد اس کی مرمت کا کام وقتاً فوقتاً ہوتا رہا تھا مگر عمارت دوبارہ تعمیر نہ ہوئی تھی۔ اب جب کہ یہ عمارت منہدم ہوئی تو فیصلہ کیا گیا کہ ایک مضبوط عمارت تعمیر کی جائے جس کا دروازہ اور چھت بلند ہو۔ قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کا کام شروع کیا اور اس تعمیر میں حضور نبی کریم ﷺ نے بھی حصہ لیا۔ آپ ﷺ خانہ کعبہ کی عمارت کے لئے پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے۔ خانہ کعبہ کی تعمیر میں چونکہ قریش کے مختلف قبیلے حصہ لے رہے تھے اس لئے جب حجر اسود کی تنصیب کا وقت آیا تو تمام قبائل میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ ہر کوئی چاہتا تھا کہ یہ سعادت اسے نصیب ہو۔ یہ جھگڑا اس حد تک جہاں پہنچا کہ تلواریں میان سے نکل آئیں۔ اس دوران ایک بوڑھے شخص نے تجویز پیش کی کہ جو شخص کل سب سے پہلے حرمِ پاک میں داخل ہو گا اس کا فیصلہ سب تسلیم کریں گے۔ تمام قبائل نے اس بات کو تسلیم کر لیا۔ اگلے دن صبح سب سے پہلے حرمِ پاک میں حضور نبی کریم ﷺ داخل ہوئے۔ آپ ﷺ کو دیکھتے ہی تمام قبائل پکار اٹھے کہ اللہ کی قسم! یہ امین ہے ہم ان کے فیصلے پر مطمئن ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنی چادر بچھائی اور تمام قبائل کے سرداروں کو حکم دیا کہ وہ اس چادر کے ایک ایک کونے کو تھام لیں۔ جب حجر اسود اپنے مطلوبہ مقام تک پہنچ گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے حجر اسود کو اپنے ہاتھوں سے اس کے مقام پر نصب کر دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نوجوانی سے اہل مکہ میں صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔ لوگ آپ ﷺ کے امانتیں رکھوایا کرتے تھے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک کا چالیسواں سال شروع ہوا تو آپ ﷺ تنہائی پسند ہو گئے۔ آپ ﷺ عبادت کے لئے مکہ مکرمہ کے نواح میں واقعہ جبل حرا کی ایک غار میں جانے لگے جو تاریخ میں غارِ حرا کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ﷺ کئی کئی دن اس غار میں تنہا رہتے اور عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس دوران کھانے پینے کی اشیاء آپ ﷺ تک اس غار میں پہنچاتی تھیں۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ جو بھی

Marfat.com

خواب دیکھتے اس کی تعبیر فوراً ظاہر ہو جاتی تھی۔ غارِ حرا میں عبادت کے انہی دنوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی وحی لے کر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم حق کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے۔

ابتداء میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خفیہ طور پر دعوتِ تبلیغ شروع فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا۔ ان کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بچیوں نے دین اسلام قبول کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ان کی وساطت سے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ان کے علاوہ چند اور لوگ تھے جنہوں نے ابتداء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانیہ دعوت دیتے ہوئے قریش کو کوہِ صفا سے پکارا: اے میری قوم! اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے دشمن کا ایک لشکر موجود ہے اور تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کر لو گے؟ سب نے بیک زبان ہو کر کہا: ہاں! ہم اس بات کا یقین کر لیں گے کیونکہ ہم نے تمہیں ہمیشہ سچا اور امانت دار پایا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر میں تمہیں اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈراتا ہوں اور دعوتِ حق دیتا ہوں اگر تم لوگ ایمان لے آئے تو فلاح پاؤ گے اور اگر ایمان نہ لائے تو عذابِ الٰہی تم پر نازل ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر قریش غصے میں آ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب لوگوں کو بھڑکا کر واپس لے گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے واپس جانے کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس شخص نے جلدی کی تم ایک دعوت کا انتظام کرو جس میں تم بنی عبدالمطلب کو دعوت دو۔ چنانچہ ایک دعوت کا انتظام کیا گیا جس میں بنی عبدالمطلب کو دعوت دی گئی۔ اس دعوت میں حضرت عبدالمطلب کے تمام بیٹے حضرت سیّدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوطالب اور ابولہب وغیرہ نے شرکت کی۔ اس دعوت میں چالیس کے قریب افراد شریک

Marfat.com

ہوئے۔ پہلے دن ابولہب کی گفتگو کی وجہ سے آپ ﷺ کو بات کرنے کا موقع نہ ملا۔ دوسرے دن آپ ﷺ نے پھر ان کی دعوت کی اور کھانے کے بعد فرمایا کہ میں تم سب کے سامنے دنیا و آخرت کی بہترین نعمت پیش کرتا ہوں تم میں سے کون میرا ساتھ دے گا اور میرا مددگار بنے گا؟ اس موقع پر حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کی آواز بلند نہ ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سب سے چھوٹا ہوں اور کمزور ہوں لیکن میں آپ ﷺ کا ساتھ دوں گا اور آپ ﷺ کا محافظ بنوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے آپ رضی اللہ عنہ کو بٹھا دیا اور ایک مرتبہ پھر دیگر حاضرین سے مخاطب ہوئے۔ اس مرتبہ بھی حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ پھر ہاتھ کے اشارے سے انہیں بٹھا دیا۔ جب تیسری مرتبہ کی دعوت پر بھی حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی کھڑا نہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم میرے وارث اور بھائی ہو۔ حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی کم سنی اور ان کی جسمانی کمزوری کا ابولہب نے مذاق اڑانا شروع کر دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب اعلانیہ دعوت دی تو قریش نے انکار کیا اور آپ ﷺ کے جانی دشمن ہو گئے۔ اس موقع پر آپ ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب نے آپ ﷺ کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا اور حتیٰ الامکان آپ ﷺ کو قریش اور مشرکین مکہ کے ظلم وستم سے بچائے رکھا۔ بعدازاں آپ ﷺ کو اپنے اہل وعیال سمیت شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا۔

۱۰ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب وصال فرما گئے اور ان کے کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ کی زوجہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئیں جس کی وجہ سے اس سال کو عام الحزن کا نام دیا گیا۔

مشرکین مکہ نے جب دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے والے جانثاروں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے تو انہوں نے مسلمانوں پر ظلم وستم کے

Marfat.com

پہاڑ توڑ دیئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی جان کے بھی دشمن بن گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو بھی طرح طرح کی اذیتیں دینا شروع کر دیں۔ مشرکین مکہ کے ظلم وستم جب حد سے تجاوز کر گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے رجب المرجب ۵ نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا تا کہ وہ مشرکین مکہ کے مظالم سے بچ سکیں اور تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔ اس جماعت میں سولہ مرد و عورتیں شامل تھیں اور اس جماعت کے سربراہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے جو اپنی اہلیہ دختر حضور نبی کریم ﷺ' حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ تھے۔

حج کے دنوں میں یثرب جو کہ مدینہ منورہ کا پہلا نام تھا وہاں سے کچھ لوگوں کا قافلہ مکہ مکرمہ آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں دعوتِ حق دی تو انہوں نے لبیک کہا اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ جب مشرکین مکہ کے ظلم وستم میں بے پناہ اضافہ ہو گیا تو ۱۳ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک گروہ کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ پھر جب پہلا گروہ کامیابی کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گروہ در گروہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع ہو گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے وہاں تمہارے لئے بھائی اور امن والے گھر بنائے ہیں۔ آپ ﷺ کا حکم ملتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع کر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ابھی تک ہجرت نہ کی تھی اور آپ ﷺ اللہ عزوجل کی جانب سے وحی کے انتظار میں تھے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ میں باقی رہ گئے تھے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم جلدی نہ کرو ہو سکتا ہے کہ اللہ عزوجل نے تمہارے لئے کوئی نیک ہم سفر لکھا ہو۔ پھر جب حکم الٰہی آن پہنچا تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے

Marfat.com

بستر پر لٹایا اور خود حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ مشرکین مکہ نے اس رات حضور نبی کریم ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ ان کے اس ارادہ سے قبل ہی گھر سے نکل گئے تھے۔

مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے مہاجرین اور انصار میں رشتہ اخوت کی بنیاد رکھی اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انصار اور مہاجرین کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا مگر میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کیا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے سامنے بنو مالک بن نجار کے ایک محلہ کے میدان میں جہاں حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی قصویٰ بیٹھی تھی آپ ﷺ نے اس میدان کے متعلق دریافت کیا کہ یہ جگہ کس کی ملکیت ہے۔ آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ یہ دو کم سن بھائیوں سہل اور سہیل کی جگہ ہے اور ان کے سرپرست مدینہ منورہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس جگہ پر مسجد کی تعمیر کا ارادہ ظاہر کیا۔ حضرت سہل اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہم نے وہ جگہ فی سبیل اللہ دینی چاہی مگر آپ ﷺ نے اسے خریدنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ پھر دس ہزار درہم کے عوض وہ جگہ خرید کر اس میں مسجد نبوی ﷺ کی بنیاد رکھی گئی۔ جگہ کی قیمت حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ادا کی اور ایثار و سخاوت کی مثال رقم کی۔ مسجد نبوی ﷺ سے متصل ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجرہ مبارک کی تعمیر ہوئی۔ اس مسجد کے ساتھ اصحابِ صفہ کا چبوترہ تعمیر کیا گیا۔ مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر کے ساتھ ہی حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو مؤذن منتخب کیا گیا اور

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہ نے دین اسلام کی پہلی اذان کہی۔

حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ میں قیام کے ساتھ ہی مدینہ منورہ کے اطراف میں موجودہ یہود قبائل کے ساتھ امن معاہدے کئے جن میں اس بات کو طے کیا گیا کہ کوئی فریق دوسرے کے مذہب کے بارے میں کوئی بات نہیں کرے گا اور اگر ایک فریق حالت جنگ میں ہوگا تو دوسرا فریق اس کی مدد کرے گا۔

حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ ہجرت مدینہ کے دوسرے سال رمضان المبارک میں بدر کے مقام پر ہوا جسے تاریخ میں غزوۂ بدر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بدر کا میدان مدینہ منورہ سے قریباً اسی میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس غزوہ میں تین سو تیرہ مجاہدین جن میں ساٹھ مہاجرین اور باقی انصار شامل تھے حضور نبی کریم ﷺ کی قیادت میں میدان میں اترے۔ مشرکین کا لشکر ایک ہزار کی تعداد میں سامانِ جنگ سے لیس ابوجہل کی قیادت میں میدان میں اترا۔ اسلامی لشکر کے پاس جنگی ساز و سامان کی کمی تھی اور مجاہدین میں سب سے بڑا امتحان مہاجرین کا تھا جو اپنے بھائیوں کے مقابلہ میں تھے۔

غزوۂ بدر میں چودہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش فرمایا ان میں چھ مہاجرین اور آٹھ انصاری تھے۔ مشرکین کے ستر آدمی جہنم واصل ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے حکم پر شہداء کو بدر میں سپردِ خاک کیا گیا اور مشرکین کے ستر آدمی جو جہنم واصل ہوئے تھے انہیں ایک گڑھے میں دفن کر دیا گیا۔ آپ ﷺ مشرکین کے گڑھے پر تشریف لے گئے اور ایک ایک کا نام لے کر پکارا اور فرمایا کہ کیا تم نے اللہ عزوجل کے وعدے کو حق نہ پایا جو اس نے میرے ساتھ کیا تھا۔ میں نے اس وعدے کو حق پایا جو اللہ عزوجل نے میرے ساتھ کیا تھا۔ تم اپنے نبی کے سب سے برے رشتہ دار بنے اور تم نے میرا انکار کیا جبکہ دوسروں نے میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے میری سرزمین سے نکالا اور دوسروں نے مجھے پناہ دی۔ تم نے میرے ساتھ جنگ کی جبکہ دوسروں نے میری مدد کی۔

ربیع الاول ۳ھ میں حق و باطل کے درمیان دوسرا معرکہ احد کے مقام پر پیش آیا۔

Marfat.com

احد مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک وادی ہے۔ مشرکین کا لشکر جنگی ساز و سامان سے لیس تھا اور تین ہزار کے نفوس پر مشتمل تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کرنے کا حکم دیا اور ایک ہزار مجاہدین کا لشکر لے کر احد کے مقام پر پہنچے۔ ایک ہزار مجاہدین کے لشکر میں سے تین سو لوگ عبداللہ بن ابی سلول منافق کے ساتھی تھے جنہیں وہ راستہ میں سے ہی واپس لے گیا اور یوں حضور نبی کریم ﷺ کے جانثاروں کی تعداد سات سو رہ گئی۔ غزوۂ احد میں ستر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جامِ شہادت نوش فرمایا جبکہ بائیس کفار جہنم واصل ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا دفاع کرنے والے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، حضرت سیّدنا عمر فاروق، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ اور حضرت طلحہ بن زبیر رضی اللہ عنہم نے اپنی جانثاری کا ثبوت دیا اور آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی۔

ذیقعدہ ۵ ھ کو دشمنانِ اسلام کا چوبیس ہزار کے لشکر کی صورت میں مدینہ منورہ کی جانب جنگی ساز و سامان سے لیس ہو کر حملے کے لئے آیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو جب اس لشکر کی آمد کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ نے تین ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک لشکر تشکیل دیا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے شہر کے گرد ایک خندق کی کھدوائی شروع کی جس کی لمبائی قریباً ساڑھے تین میل اور چوڑائی قریباً پانچ گز تھی۔ اس خندق کی گہرائی پانچ گز تھی اور اس خندق سے نکلنے والی مٹی اور پتھروں کو خندق کے کنارے اس طرح لگا دیا کہ اس نے ایک مورچے کی شکل اختیار کر لی۔

مشرکین کا لشکر جب مدینہ منورہ کی سرحد پر پہنچا تو شہر کے گرد خندق دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ اس نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور تیر اندازی شروع کر دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی جواباً تیر چلائے۔ کم و بیش بیس روز کے محاصرہ کے بعد اللہ عزوجل نے مسلمانوں کی مدد فرمائی اور ایک تیز آندھی آئی جس نے مشرکین کے خیمے اکھاڑ دیئے اور مشرکین جو کہ خود کئی روز کے اس محاصرے سے تنگ آ چکے تھے اور ان کے پاس کھانے پینے کی اشیاء ختم ہو چکی تھیں میدانِ جنگ سے بھاگ گئے۔

Marfat.com

یکم ذیقعد ۶ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ہمراہ حج بیت اللہ کی زیارت باسعادت اور عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے اور ذوالحلیفہ کے مقام پر قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص کو مکہ مکرمہ میں حالات معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا جس نے واپس آ کر اطلاع دی کہ قریش مزاحمت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ طلب کیا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ یارسول اللہ ﷺ! ہم کعبہ کی زیارت کے لئے جانا چاہتے ہیں اور ہمارا لڑنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ آپ ﷺ تشریف لے چلیں اگر کسی نے مزاحمت کی تو ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند کیا اور ذوالحلیفہ سے روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ سے باہر حدیبیہ کے مقام پر قیام پذیر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب دیکھا کہ مشرکین مکہ کے عزائم خطرناک ہیں اور وہ لڑنا چاہتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ چونکہ عمرہ کی نیت سے آئے تھے اس لئے آپ ﷺ لڑائی نہیں چاہتے تھے۔ آپ ﷺ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو سفیر بنا کر بھیجا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب مکہ مکرمہ پہنچے تو مشرکین مکہ نے انہیں قید کر لیا۔ اس دوران یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اکٹھا کیا اور ان کے دست حق پر بیعت لی کہ جب تک ان کے دم میں دم ہے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے بدلہ لیا جائے گا۔ مشرکین مکہ کو جب بیعت رضوان کی اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو رہا کر دیا اور حضور نبی کریم ﷺ سے صلح کے لئے ایک وفد بھیجا جس کی سربراہی سہیل بن عمرو کر رہا تھا۔ سہیل بن عمرو نے حضور نبی کریم ﷺ سے بات چیت شروع کی اور مذاکرات کی کامیابی کے بعد ایک معاہدہ تحریر کیا گیا جسے تاریخ میں معاہدہ حدیبیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

محرم الحرام ۷ ھ میں خیبر کا معرکہ پیش آیا۔ مدینہ منورہ سے نکالے گئے تمام یہودی

Marfat.com

قبائل خیبر کے مقام پر آباد ہوئے اور انہوں نے وہاں بلند وبالا قلعے بھی تعمیر کئے۔ غزوۂ خندق میں قریش کے ساتھ ان کے گٹھ جوڑ کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے یہودیوں کو سبق سکھانے کا ارادہ کیا اور اپنے سولہ سو جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ خیبر روانہ ہوئے۔ ان جانثاروں میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مختلف گروہوں میں تقسیم کیا جنہوں نے خیبر کے تمام قلعوں پر کامیابی سے قبضہ کیا اور یہودیوں کو پسپا ہونے پر مجبور کیا۔ خیبر کے یہودیوں نے جزیہ کی ادائیگی پر صلح کر لی اور آئندہ کے لئے مسلمانوں سے جنگ نہ کرنے کا عہد کیا۔

رمضان المبارک ۸ھ اسلامی تاریخ میں نہایت اہمیت کا حامل مہینہ اور سال جب مکہ مکرمہ میں حضور نبی کریم ﷺ ایک عظیم الشان لشکر کے ہمراہ داخل ہوئے۔ اس بابرکت شہر سے آپ ﷺ کو آٹھ برس قبل نہایت نامساعد حالات کی وجہ سے ہجرت فرمانا پڑی تھی اور مشرکین مکہ نے اس شہر میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رہنا مشکل بنا دیا تھا۔ آپ ﷺ اپنے رفیق خاص حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اللہ عزوجل کے بھروسہ پر اس شہر سے نکلے اور مدینہ منورہ میں جا کر قیام پذیر ہوئے تھے۔ مشرکین مکہ نے دو سال تک حدیبیہ کے معاہدہ کی پاسداری کی مگر بعد میں مسلمانوں کے حلیف قبیلہ بنی خزاعہ کے خلاف بنی بکر کی مدد کرتے ہوئے اس معاہدے کی خلاف ورزی کی جس کی وجہ سے بنی خزاعہ کو بے پناہ نقصان اٹھانا پڑا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ کے رؤساء کے پاس ایک قاصد بھیجا جس نے ان کے سامنے تین شرائط پیش کیں۔

۱۔ بنی خزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا دیا جائے۔

۲۔ قریش بنی بکر کی حمایت سے دستبردار ہو جائے۔

۳۔ اگر پہلی دونوں شرائط منظور نہیں تو اعلان کر دیں کہ معاہدہ حدیبیہ ٹوٹ گیا ہے۔

قریش کے رؤساء نے زعم میں آ کر اعلان کر دیا کہ ہم معاہدہ حدیبیہ کو توڑتے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا اور اس مقصد کے لئے

Marfat.com

اپنے تمام حلیف قبائل کو بھی حکم نامے بھیج دیئے۔ ۱۰ رمضان المبارک ۸ ھ کو حضور نبی کریم ﷺ اپنے دس ہزار جانثاروں کے ہمراہ مکہ مکرمہ روانہ ہوئے۔ جب لشکر مقام جحفہ پہنچا تو حضور نبی کریم ﷺ نے لشکر کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیا۔

قریش کے رؤساء کو جب حضور نبی کریم ﷺ کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے تحقیق کے لئے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو بھیجا اور جب ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے لشکر کا جائزہ لیا تو وہ اتنا عظیم والشان لشکر دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس نے واپس جا کر قریش کے رؤساء کو کہا کہ ابھی بھی وقت ہے کہ وہ جا کر حضور نبی کریم ﷺ سے معافی مانگ لیں تاکہ صلح ہو جائے اور خطرہ ٹل جائے۔ قریش کے رؤساء نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ ابوسفیان (رضی اللہ عنہ)، حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ لشکر اسلام فاتحانہ انداز میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اعلان فرمایا کہ جو شخص حرم کعبہ میں پناہ لے گا اس کے لئے امان ہے، جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے گا اس کے لئے بھی امان ہے اور جو شخص ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کے گھر داخل ہو جائے گا اس کے لئے بھی امان ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ جس وقت مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار تھے۔ قصویٰ وہی اونٹنی تھی جو ہجرت کے وقت حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خرید فرمائی تھی اور اسی اونٹنی پر بیٹھ کر آپ ﷺ نے غزوات میں شرکت فرمائی اور آج دین اسلام کی سب سے بڑی فتح مکہ مکرمہ کے وقت بھی آپ ﷺ اسی اونٹنی پر سوار تھے۔ آپ ﷺ کے دائیں جانب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اور پیچھے دس ہزار مجاہدین کا ایک لشکر عظیم تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ مکہ مکرمہ میں اس شان سے داخل ہوئے کہ سوائے ایک جگہ کچھ مزاحمت کے جہاں چوبیس کفار ہلاک ہوئے اور تین مسلمان شہید ہوئے کہیں کوئی لڑائی نہ ہوئی اور مکہ فتح ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے تمام اہل مکہ کو معاف کر دیا۔ اس کے بعد

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ، حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے جہاں آپ ﷺ نے غسل کیا اور پھر بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف میں موجود تین سو ساٹھ بت توڑ دیئے اور ہر بت توڑتے ہوئے یہ فرماتے جاتے: حق آ گیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹ ہی جانے والا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ جس بت کی جانب اشارہ فرماتے تھے وہ بت اوندھے منہ زمین پر گر جاتا تھا۔ جب تمام بت ٹوٹ گئے تو ایک بت جو کہ سب سے بلند جگہ نصب تھا اس کو توڑنے کے لئے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر چڑھ کر اس بت کو توڑ دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ میرے کندھوں پر چڑھ جائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا تم نبوت کا بوجھ اٹھا لو گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو خاموش ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے کندھوں پر چڑھ کر اس بت کو توڑ دیا۔

شوال ۸ ھ میں حنین کے مقام پر حق و باطل کے درمیان ایک اور معرکہ ہوا۔ مکہ مکرمہ کے نواح میں ہوازن اور ثقیف دو جنگجو قبائل رہتے تھے جنہیں دین اسلام اور حضور نبی کریم ﷺ سے ابتداء سے ہی شدید نفرت تھی۔ ابرہہ نے جب خانہ کعبہ پر چڑھائی کی تھی تو اس وقت بھی ایک ثقفی نے اس کی رہنمائی کی تھی۔ فتح مکہ سے قبل ہی یہ لوگ مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع بدوؤں کو اسلام کے خلاف ابھار رہے تھے۔ ہوازن اور ثقیف قبائل کو جب معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے مکہ فتح کر لیا ہے تو انہوں نے یہ سوچ کر جنگی تیاریاں شروع کر دیں کہ اگر انہوں نے مسلمانوں کو شکست دے دی تو طائف کے باغات و املاک اور مکہ مکرمہ کی وادیاں سب ان کی ہو جائیں گی۔ چنانچہ یہ قبائل چار ہزار افراد کا لشکر لے کر مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی غرض سے وادی حنین میں اترے۔ حضور نبی کریم ﷺ جو کہ اس وقت مکہ مکرمہ میں موجود تھے آپ ﷺ کو جب یہ خبر ملی تو آپ ﷺ نے بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جنگی تیاریاں شروع کرنے کا حکم دے دیا۔

Marfat.com

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم وادیٔ حنین کی جانب روانہ ہوئے اور دشمن جو کہ پہلے سے ہی وادی کی گھاٹیوں میں گھات لگائے بیٹھا تھا اس نے ہم پر حملہ کر دیا اور ہم شکست کھا کر یوں بکھر گئے کہ کوئی واپس پلٹتے نہیں تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جگہ کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکارا کہ کہاں جاتے ہو میری جانب آؤ میں اللہ کا رسول ہوں' میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بن عبداللہ ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس پکار کا بھی کچھ اثر نہ ہوا اور ہر کوئی بھاگے جا رہا تھا۔ اس موقع پر مہاجرین اور انصار کے کچھ لوگ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے افراد کے علاوہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم ثابت قدم رہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کے افراد میں سے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت سیّدنا عباس' حضرت سیّدنا فضل بن عباس' حضرت اسامہ بن زید' حضرت ربیعہ بن حارث اور حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

رجب المرجب ۹ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سربراہی میں تیس ہزار مجاہدین کا ایک لشکر مدینہ منورہ سے شام اور مصر کے عیسائی رومیوں سے مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک کا فیصلہ نامساعد حالات کے باوجود اللہ عزوجل کے بھروسہ پر کیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ اس غزوہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جنگ کے لئے نوسو اونٹ' سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار فراہم کئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم جنگ کے لئے فراہم کئے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا نصف مال جنگ کے لئے فراہم کیا جبکہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال جنگ کے لئے فراہم کر دیا۔ جب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو تو آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ان کے لئے اللہ اور اس کا رسول ہی کافی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ تبوک کا علم حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

سپرد کیا۔ جب یہ قافلہ مدینہ منورہ سے روانہ ہوا تو اس میں دس ہزار پا پیادہ اور بیس ہزار پیدل تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اہل بیت کی حفاظت اور نگرانی پر مامور فرمایا اور جنگ کے لئے روانہ ہوئے۔ سامان کی کمی کی وجہ سے اکثر جگہوں پر درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرنا پڑا۔ لشکر جب جزیرۂ عرب اور شام کی سرحد پر واقع تبوک کے مقام پر پہنچا تو اس نے وہاں پڑاؤ کیا۔ اس دوران راستہ میں موجود بے شمار علاقے اسلامی سلطنت کا حصہ بنے۔ قیصر روم نے شام کی سرحد سے اپنے لشکر کو واپس بلا لیا اور اسلامی لشکر بیس روز تک تبوک کے مقام پر قیام پذیر رہا۔ کچھ دنوں بعد معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کو جو اطلاع دی گئی تھی وہ غلط تھی۔ آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! رومی بادشاہ کے پاس بے شمار فوج ہے اور سامانِ جنگ بھی بے شمار ہے اس لئے ہمیں یہ مہم آئندہ دنوں کے لئے رکھ دینی چاہئے۔ چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر لشکر اسلام کے ہمراہ واپس مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔

غزوۂ تبوک سے واپسی پر ۹ ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے تین سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت تیار کی اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر مقرر کرتے ہوئے حج کے لئے روانہ کیا۔ آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی کہ منیٰ میں حج کے عظیم الشان اجتماع پر یہ اعلان کر دیں کہ آئندہ سال سے کوئی بھی مشرک طوافِ کعبہ نہیں کرے گا اور نہ ہی کسی مشرک کے لئے حج ہو گا۔ امیر الحج کا یہ پہلا عہدہ تھا جو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذمہ ہوا۔ قرآن مجید میں اس حج کو حج اکبر کا نام دیا گیا کیونکہ یہ پہلا حج تھا جو اسلامی طریقہ کے مطابق اور سنت ابراہیمی کے مطابق ادا کیا گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ بیت اللہ شریف میں حج کے موقع پر جہالت کے خاتمے اور دین اسلام کی روشن تعلیمات کا آغاز کیا جائے۔

فتح مکہ کے بعد عرب کے مختلف علاقوں سے وفود حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت

Marfat.com

میں حاضر ہونے اور اپنے اپنے قبائل سمیت دائرہ اسلام میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ یوں بغیر جنگ و جدل کے کچھ ہی عرصہ میں دین اسلام جزیرہ نمائے عرب میں پھیل چکا تھا۔ اسی دوران حج کا موقع آ گیا۔

ذیقعدہ ۱۰ھ میں حضور نبی کریم ﷺ نے حج پر جانے کا اعلان فرمایا۔ اس موقع پر قریباً ایک لاکھ افراد مدینہ منورہ جمع ہو گئے۔ ۲۶ ذی قعدہ ۱۰ھ کو حضور نبی کریم ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر تعداد کے ساتھ مدینہ منورہ سے حج بیت اللہ کی ادائیگی کے لئے روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ کے ہمراہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع ذوالحلیفہ میں قیام فرمایا۔ یہاں آپ ﷺ نے غسل کیا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے احرام باندھا اور حج کی نیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ اس موقع پر آپ ﷺ کی زبان پر تکبیر با آوازِ بلند جاری تھی:

''ہم حاضر ہیں اے اللہ! ہم حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں ہم حاضر ہیں تمام تعریفیں، نعمتیں اور حکومتیں تیری ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں۔''

حضور نبی کریم ﷺ نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور عمرہ ادا کیا۔ ۹ ذی الحجہ کو آپ ﷺ نے میدانِ عرفات میں ذیل کا خطبہ دیا جسے خطبہ حجۃ الوداع کہا جاتا ہے۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لوگو! زمانہ جاہلیت کے تمام دستور میرے قدموں تلے ہیں۔ اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ (آدم علیہ السلام) ایک ہے۔ اب نہ کسی عربی کو کسی عجمی اور نہ ہی کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت حاصل ہے، نہ ہی کسی گورے کو کسی کالے پر اور نہ ہی کسی کالے کو کسی گورے پر سوائے تقویٰ کے اور تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ تم اپنے غلاموں کو وہی کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو اور انہیں پہننے کے

Marfat.com

لئے وہی دو جو تم خود پہنتے ہو۔ میں نے زمانہ جاہلیت کے تمام خون معاف کر دیئے اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان کا خون ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون معاف کرتا ہوں۔ میں زمانہ جاہلیت کے سود کے کاروبار کو بھی ختم کرتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے چچا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ کا سود ختم کرتا ہوں۔ عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو ان کا تم پر حق ہے اور تمہارا حق ان پر ہے۔ تمہاری جان و مال ایک دوسرے پر حرام ہے جس طرح یہ دن اور یہ شہر اور اس دن جب تم اپنے رب سے ملنے والے ہو۔ میں تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں جسے تم اگر مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے اور وہ ہے اللہ کی کتاب اور میری سنت۔ اللہ نے ہر حق دار کو حق دیا ہے پس وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں ہے۔ بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے اور اس کا حساب اللہ کے ہاں ہوگا۔ لڑکا اپنے باپ کے علاوہ کسی سے نہ پکارا جائے گا اور نہ غلام کو اپنے آقا کے سوا کوئی نسبت ہوگی۔ جو کوئی ایسا کرے گا اس پر اللہ کی لعنت ہوگی۔ عورت کو یہ ہرگز جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر کچھ لے اور قرض کی اور مانگی ہوئی چیز کو واپس کیا جائے۔ تحفہ کا بدلہ تحفہ ہے اور ضامن پر تاوان واجب ہے۔"

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے اس خطبہ کے اختتام پر تمام حاضرین سے دریافت فرمایا کہ جب تم سے میرے متعلق دریافت کیا جائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ سب حاضرین نے بیک وقت کہا کہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ ﷺ نے اللہ عزوجل کا پیغام ہم تک پہنچا دیا۔ آپ ﷺ نے ان کی بات سننے کے بعد آسمان کی جانب اشارہ کیا اور فرمایا

Marfat.com

کہ اے اللہ! تو گواہ رہنا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان کے بعد قرآن مجید کی آخری آیات نازل ہوئیں جن میں دین اسلام کے مکمل ہونے اور نعمت کو پورا کرنے کا بیان ہوا اور اللہ عزوجل نے فرمایا کہ میں آپ (ﷺ) سے راضی ہو گیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بعد ازاں منیٰ میں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

"تمہارا خون، تمہارا مال اور تمہاری عزت تم پر اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ دن، یہ مہینہ اور شہر۔ اگر تم پر کوئی حبشی غلام بھی حاکم بنا دیا جائے تو تم اس کی اطاعت کرنا جب تک وہ تمہیں اللہ کی کتاب کے مطابق چلائے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب سورۂ نصر نازل ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ مجھے میرے وصال کی خبر دے دی گئی ہے۔ یہ سن کر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا رونے لگ گئیں۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ رومت تم میرے اہل میں سب سے پہلے مجھے ملو گی۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے سنا تو ہنس پڑیں۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جب شہزادیٔ رسول اللہ ﷺ کی یہ کیفیت دیکھی تو وجہ دریافت کی مگر وہ ٹال گئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد جب ایک مرتبہ پھر ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے شہزادیٔ رسول اللہ ﷺ سے وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھے اپنے وصال کی خبر سنائی جسے سن کر میں رو پڑی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میرے اہل وعیال میں سب سے پہلے مجھ سے ملو گی جسے سن کر میں ہنس پڑی تھی۔

۲۸ صفر المظفر کو حضور نبی کریم ﷺ جنت البقیع تشریف لے گئے اور جنت البقیع سے واپسی پر آپ ﷺ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ آپ ﷺ نے تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے اجازت لے کر ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں قیام کیا۔ طبیعت کی خرابی کے باوجود آپ ﷺ باقاعدگی سے نماز پڑھاتے رہے۔ جب

Marfat.com

طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی تو آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نماز کی امامت کے لئے کہیں۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! ان پر بہت جلد رقت طاری ہو جاتی ہے وہ جب قرأت کریں گے تو لوگ ان کی آواز سن نہ سکیں گے آپ ﷺ' حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیں کہ وہ امامت کریں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! امامت صرف ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہی کریں گے۔

ایک روز ظہر کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت قدرے سنبھلی تو آپ ﷺ نے غسل کیا اور حضرت سیّدنا عباس اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس وقت نمازِ ظہر کی امامت فرما رہے تھے انہوں نے جب حضور نبی کریم ﷺ کے قدموں کی آہٹ سنی تو پیچھے ہٹنے لگے مگر حضور نبی کریم ﷺ نے اشارہ سے انہیں نماز جاری رکھنے کا حکم دیا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے بعد میری قبر کو یہود ونصاریٰ کی طرح سجدہ گاہ نہ بنالینا اور میں تم کو انصار کے حق میں وصیت فرماتا ہوں کہ یہ لوگ میرے جسم کے پیراہن ہیں اور انہوں نے میرے متعلق اپنے حقوق کو پورا کیا ہے اور ان میں سے اچھا کام کرنے والوں کو عزت کی نگاہ سے دیکھنا اور لغزش کرنے والوں سے درگزر سے کام لینا۔ تم ایک بندہ ایسا بھی ہے جس کے سامنے دنیا کو پیش کیا گیا مگر اس نے آخرت کو اختیار کیا۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو آپ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور سمجھ گئے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا اشارہ میری جانب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ' میری جان' میرا مال سب کچھ آپ ﷺ پر قربان ہو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تسلی رکھو۔ پھر فرمایا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے دروازے کے علاوہ مسجد کی جانب کھلنے والے تمام دروازے بند کر دو اور کوئی ایسا نہیں سوائے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے جسے میں اپنا دوست

Marfat.com

رکھتا ہوں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت ناساز ہوئی تو آپ ﷺ نے دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مشورہ سے میرے حجرہ میں قیام کیا۔ میں آپ ﷺ کی تیمارداری میں مصروف رہی۔ ایک روز آپ ﷺ کا سر مبارک میرے کندھے پر تھا کہ آپ ﷺ کا سر مبارک میرے سر کی جانب مائل ہوا۔ میں نے گمان کیا کہ شاید کسی حاجت کا ارادہ ہو؟ اتنی دیر میں آپ ﷺ کے دہن مبارک سے لعابِ مبارک کا ایک نطفہ نکلا اور میرے سینہ میں ہنسلی کی ہڈی کی گہرائی میں جا گرا جس سے میرے جسم کی رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ میں نے خیال کیا کہ شاید آپ ﷺ پر بے ہوشی طاری ہو گئی ہے۔ میں نے آپ ﷺ کو چادر سے ڈھانپ دیا۔ اس دوران حضرت سیّدنا عمر فاروق اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم آ گئے۔ انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور میں نے ان کو اندر بلا لیا اور پردہ کھینچ لیا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بے ہوشی کو دیکھا تو کہا کہ کتنی سخت بے ہوشی ہے؟ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا وصال ہو گیا ہے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو اور فتنہ پھیلانا چاہتے ہو بے شک حضور نبی کریم ﷺ کا وصال اس وقت تک نہ ہو گا جب تک اللہ عزوجل منافقین کو ختم نہیں کر دے گا۔ پھر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے جب حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور حضور نبی کریم ﷺ کی پیشانی کا بوسہ لیا۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم ﷺ کی بیماری میں حاضر خدمت رہے اور تیمارداری میں مصروف رہے۔ ایک دن آپ رضی اللہ عنہ حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے تو لوگوں نے دریافت کیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت کیسی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اب قدرے بہتر ہے۔ حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بات سنی تو فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! میں نے حضور نبی کریم

Marfat.com

ﷺ کے چہرۂ اقدس پر موت کے آثار دیکھے ہیں اور میں اللہ عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بنوعبدالمطلب کے چہرے کی کیفیت موت کے وقت ایسی ہی ہوتی ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ کو چارپائی پر رکھ کر قبر مبارک کے پاس رکھا گیا تو لوگ گروہ در گروہ اندر داخل ہوتے اور درود وسلام پڑھتے اور کسی نے آپ ﷺ کی نمازِ جنازہ کی امامت نہیں کی۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم مہاجرین وانصار کے کچھ گروہ کے ساتھ جو حجرۂ مبارک میں آ سکے اندر داخل ہوئے اور بلند آواز سے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کہا اور کہا کہ اے اللہ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ جو کچھ آپ ﷺ پر نازل کیا گیا آپ ﷺ نے اس کی تبلیغ فرمائی اور اپنی امت کو نصیحت فرمائی اور اللہ کے راستہ میں جہاد کیا اور اللہ کے دین کو عزت بخشی اور اللہ کے کلمہ کو پورا کیا اور اے اللہ! ہمیں بھی ان لوگوں میں سے کر دے جو حضور نبی کریم ﷺ کے قول کو پورا کرنے والے ہیں اور ہمیں آپ ﷺ کے ساتھ جمع کر دیجئے۔ ہم حضور نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے اور اس کے عوض کوئی قیمت طلب نہ کی۔ مہاجرین وانصار نے اس کے جواب میں آمین کہا۔

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائل کا بیان

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اخلاق و عادات میں سب سے ممتاز اور شکل و صورت، عادات و اطوار میں بے مثل ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رنگت سفید تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک چاندی سے بنایا گیا ہو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک نرم و نازک تھا اور کوئی ریشمی کپڑا بھی اتنا نازک نہیں ہوگا جتنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی خوشبو سے بہتر کوئی دوسری خوشبو نہ تھی۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دمک اٹھتا اور ایسا لگتا کہ جیسے چاند ہو اور ہم اس کیفیت سے پہچان لیتے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آج خوش ہیں۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا جو کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چمڑے کا بستر بچھاتی تھیں جس پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک سے جو پسینہ نکلتا اسے وہ ایک شیشی میں جمع کر لیتی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پسینہ کی خوشبو مشک و عنبر سے بڑھ کر تھی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال وصیت کی کہ مجھے فلاں شیشی میں موجود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ لگایا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم

Marfat.com

مبارک کا سایہ نہ تھا۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل کی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے جسم مبارک پر کبھی کوئی مکھی نہیں بیٹھی اور نہ ہی کبھی کسی مچھر نے آپ ﷺ کو کاٹا۔

حضور نبی کریم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی جو بظاہر سرخی مائل ابھرا ہوا گوشت تھا۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے شانوں کے درمیان موجود مہر نبوت کو دیکھا وہ کبوتر کے انڈے کی مانند سرخ ابھرا ہوا گوشت تھا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ دراز قد نہ تھے بلکہ آپ ﷺ کا قد درمیانہ تھا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ طویل قامت نہ تھے بلکہ آپ ﷺ کا قد درمیانہ تھا۔ آپ ﷺ جب چلتے تو معلوم ہوتا کہ شاید کسی بلندی سے اتر رہے ہیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا سر مبارک بڑا تھا اور آپ ﷺ کی وجاہت میں اضافے کا باعث تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ کے موئے مبارک شانوں تک دراز تھے پھر آپ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر انہیں اتروا دیا۔ آپ ﷺ بالوں میں تیل لگایا کرتے تھے اور درمیان سے مانگ نکالا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کے بال آخر وقت تک سیاہ رہے اور داڑھی مبارک میں صرف چند بال سفید تھے۔ آپ ﷺ نے جب حجۃ الوداع کے موقع پر اپنے بال منڈوائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بطورِ مقدس ان بالوں کو آپس میں تقسیم کر لیا۔

ام المومنین حضرت سیّدہ ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کے بالوں کو ایک شیشی میں محفوظ کر لیا۔ پھر جب میرے پاس کوئی ایسا مریض آتا ہے جس کا مرض بظاہر لاعلاج ہوتا تو میں شیشی پانی میں ڈبو کر اسے وہ پانی پلا دیتی وہ شفایاب ہو جاتا۔

Marfat.com

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چاندنی رات میں دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چاند سے زیادہ روشن تھا۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چاند کی مثل تھا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کوئی ایک مرتبہ دیکھتا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رعب سے ڈر جاتا اور جب واقف ہونے کے بعد ملتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے لگتا تھا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بھنوئیں دراز' باریک اور گھنی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں بھنوئیں آپس میں قدرے ملی ہوئی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بڑی بڑی اور پلکیں دراز تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک دراز اور بلند تھی۔

حضرت ہند رضی اللہ عنہ بن ابی ہالہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کشادہ اور چوڑی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک میں ایک نورانی چمک تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار نرم و نازک اور دانت کشادہ و روشن تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے تو دانتوں سے نور نکلتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک معتدل' صراحی دار اور سڈول تھی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلیوں کو ریشم سے زیادہ نرم و نازک پایا اور ان کی خوشبو کسی بھی دوسری خوشبو سے بڑھ کر تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سے مصافحہ کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں کی خوشبو اس کے ہاتھوں میں چلی جاتی تھی۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نمازِ ظہر ادا کی۔ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ گھر کی جانب روانہ ہوا۔ راستہ میں بچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب دوڑتے ہوئے آتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سروں پر اپنا دست شفقت پھیرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست شفقت میرے رخسار پر بھی لگایا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

اپنا دست شفقت میرے رخسار پر لگایا تو میں نے ایک عجیب ٹھنڈک محسوس کی اور آپ ﷺ کے ہاتھوں کی خوشبو ایسی تھی جیسا کسی نے اپنا ہاتھ عطر فروش کی صندوقچی میں سے نکالا ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ کا سینہ مبارک زیادہ اونچا نہ تھا اور چوڑا تھا۔ سینہ مبارک کے اوپر ناف تک بالوں کی ایک پتلی سی تہہ تھی اور باقی جسم بالوں سے خالی تھا۔ آپ ﷺ کی کلائیوں اور شانوں پر کچھ بال تھے۔ آپ ﷺ کے پاؤں چوڑے اور ان پر گوشت کم تھا۔ آپ ﷺ کی پنڈلیاں قدرے پتلی اور صاف شفاف تھیں اور ان کی نزاکت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان پر پانی ٹھہرتا نہیں تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر تیز رفتار کسی کو نہیں دیکھا آپ ﷺ جب چلتے تو ایسے لگتا کہ زمین آپ ﷺ کے لئے لپیٹ دی گئی ہے۔ ہم لوگ آپ ﷺ کے ساتھ دوڑتے تھے مگر آپ ﷺ پرسکون انداز میں چلتے رہتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ زیادہ تر سوتی لباس استعمال فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے اون اور کتان کا لباس بھی استعمال فرمایا ہے۔ آپ ﷺ جبہ، قبا، پیراہن، تہبند، حلہ، چادر، ٹوپی، عمامہ شریف اور موزہ ان سب کو وقتاً فوقتاً زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ سفید، سبز اور سیاہ رنگ کا عمامہ استعمال کیا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے وقت آپ ﷺ نے کالے رنگ کا عمامہ شریف باندھ رکھا تھا۔ یمن کی سوتی چادر کو آپ ﷺ پسند فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کملی کا استعمال بھی اکثر کرتے تھے اور بوقت وصال آپ ﷺ کملی اوڑھے ہوئے تھے۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک موٹا کمبل اور ایک موٹے کپڑے کا تہبند نکالا اور فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انہی دو کپڑوں میں وصال فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ

Marfat.com

عزوجل کے نزدیک مومن کی بہترین صفت اس کے لباس کا صاف ستھرا ہونا اور کم پر راضی رہنا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ ﷺ جمعہ کے دل ناخن تراشتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم چالیس دن گزرنے سے پہلے اپنے ناخنوں اور مونچھوں کو تراشا کرو۔

حضور نبی کریم ﷺ جب دیگر ممالک کے حکمرانوں کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے مکتوب روانہ کرتے تو ان پر اپنی مہر ثبت کرتے جو کہ چاندی کی ایک انگوٹھی تھی اس پر تین سطروں میں محمد رسول اللہ کندہ تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ آنکھوں میں اثمد سرمہ لگایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ نگاہوں کو روشن کرتا ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کو گھوڑے کی سواری بے حد پسند تھی اس کے علاوہ آپ ﷺ نے خچر اور اونٹ پر بھی سواری کی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے کبھی ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا۔ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ میں بندہ ہوں اور بندوں کی مانند بیٹھ کر کھاتا ہوں۔ آپ ﷺ کھانے میں کبھی عیب نہ بتاتے تھے۔ اگر چاہا تو کھالیا وگرنہ چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ کھانے کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھتے اور آخر میں الحمد للہ کہتے تھے۔ آپ ﷺ کھانا کھانے سے قبل ہاتھ دھوتے تھے اور سیدھے ہاتھ سے کھانا تناول فرماتے تھے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی عادت تھی کہ آپ ﷺ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے تھے۔

ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے وصال تک کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا۔ آپ ﷺ کو اور آپ ﷺ کے اہل و عیال کو اکثر دو دن کے بعد کھانے کے لئے جو کی روٹی ملتی تھی اور کئی مرتبہ صرف کھجوروں

Marfat.com

سے پیٹ بھر لیا جاتا تھا۔

حضور نبی کریم ﷺ جو کی روٹی، سالن میں گوشت، سرکہ، شہد، زیتون، کدو وغیرہ شوق سے تناول فرماتے تھے۔ آپ ﷺ نے بکری، اونٹ، خرگوش، بٹیر اور مچھلی کا گوشت بھی کھایا ہے۔ آپ ﷺ کھجور اور ستوؤں کا بھی استعمال کرتے تھے۔ آپ ﷺ دودھ میں پانی ملا کر اور کبھی خالص نوش فرماتے تھے۔ پینے والی اشیاء کو آپ ﷺ تین سانسوں میں پیا کرتے تھے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے پاس جب کبھی گرم کھانا لایا جاتا تو آپ ﷺ اسے ڈھانک دیتے اور جب تک اس کا جوش ختم نہ ہو جاتا اسے تناول نہ فرماتے تھے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہارے سامنے کھانا آئے تو پاؤں سے جوتے اتار دیا کرو کیونکہ جوتے اتارنے سے پاؤں کو سکون ملتا ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے کچا لہسن کھانے سے منع فرمایا ہاں اگر اسے پکا لیا جائے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ چار زانو بیٹھا کرتے تھے اور بعض اوقات آپ ﷺ اکڑوں بغل میں ہاتھ ڈال کر بیٹھ جاتے تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کا ہنسنا صرف تبسم ہوتا تھا۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جلدی جلدی گفتگو نہ کرتے تھے بلکہ ٹھہر ٹھہر بات کرتے۔ آپ ﷺ کا کلام اتنا واضح ہوتا کہ سننے والے کو یاد ہو جاتا تھا۔ جب بھی کوئی خاص بات ہوتی اسے تین مرتبہ دہراتے تاکہ سننے والے کو یاد ہو جائے۔

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے اوقات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک حصہ اللہ عزوجل کی عبادت کے لئے' دوسرا حصہ مخلوق کے لئے اور تیسرا حصہ اپنی ذات کے لئے وقف تھا۔ آپ ﷺ نمازِ فجر کے بعد مصلیٰ پر بیٹھ جاتے اور جب سورج بلند ہو جاتا تو عام لوگوں سے ملاقات کرتے۔ اس دوران لوگ اپنے مسائل اور اپنی حاجات آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتے تھے۔ آپ ﷺ انہیں احکام کی تعلیم دیتے تھے۔ اکثر اسی وقت میں مالِ غنیمت اور دیگر تحائف تقسیم فرمایا کرتے تھے۔ جب سورج بلند ہو جاتا تو چاشت کی نماز ادا کرتے پھر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں میں تشریف لے جاتے اور گھریلو ضرورت کی چیزوں کا بندوبست کرتے۔ نمازِ عصر کے بعد ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے ملاقات فرماتے اور سب کے حجروں میں کچھ دیر قیام کرتے پھر جس کی باری ہوتی اس کے پاس قیام کرتے۔ اس دوران دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن عموماً وہیں جمع ہو جاتیں اور عشاء تک آپ ﷺ ان سے بات چیت فرماتے۔ عشاء کا وقت ہوتا تو نماز کے لئے مسجد چلے جاتے اور واپس آ کر آرام فرماتے اور عشاء کے بعد بات چیت کو پسند نہ فرماتے تھے۔ سونے سے قبل آپ ﷺ قرآن مجید کی کچھ سورتوں کی تلاوت کرتے اور اوراد و وظائف پڑھتے ہوئے داہنی کروٹ لیٹ کر سو جاتے۔ رات کے آخری پہر میں اٹھتے اور مسواک کرتے پھر وضو کر کے تہجد کی نماز ادا فرماتے۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اولاد

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چار بیٹیاں اور دو بیٹے تولد ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹے حضرت سیّد ابوالقاسم اور حضرت سیّد عبداللہ رضی اللہ عنہم بچپن میں ہی وصال فرما گئے جبکہ چاروں بیٹیاں حضرت سیّدہ زینب، حضرت سیّدہ رقیہ، حضرت سیّدہ ام کلثوم اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے حالات مختصراً یہاں بیان کئے جا رہے ہیں۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا:

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا تمام بہنوں میں سب سے بڑی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دس برس قبل تولد ہوئیں۔ حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح کم سنی میں آپ رضی اللہ عنہا کے خالہ زاد حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ بن ربیع بن عبدشمس سے ہوا جو ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سگی بہن ہالہ بنت خویلد کے بیٹے تھے۔

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ شریف النفس اور نہایت نیک تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ تجارت کرتے تھے اور جب کبھی سفر سے لوٹتے تو سب سے پہلے ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی خواہش تھی کہ وہ اپنی بیٹی زینب (رضی اللہ عنہا) کی شادی ان سے کریں۔ انہوں نے اپنی اس خواہش کا اظہار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلا تامل اس رشتہ کو منظور کر لیا۔ حضور

Marfat.com

نبی کریم ﷺ نے جب نبوت کا اعلان کیا تو حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا اسی وقت آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں جبکہ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ اس وقت تجارت کی غرض سے مکہ مکرمہ سے باہر تھے۔ جب آپ رضی اللہ عنہ لوٹے اور حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت اور حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے ایمان سے متعلق سنا تو کشمکش میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کو جواب دیا کہ میں اس لئے حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کی گواہی دینے سے لئے گھبراتا ہوں کہ میری قوم کہیں یہ نہ کہے کہ اپنی بیوی کی وجہ سے اس نے اپنے آباؤاجداد کے مذہب کو چھوڑ دیا۔ قریش نے حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ پر سختی کی کہ وہ حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دیں مگر انہوں نے طلاق نہ دی۔

۲ھ میں جب حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ میدانِ بدر میں پیش آیا اور اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمایا تو حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ بھی قیدی بن کر آئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جوان قیدیوں کے قرابت دار تھے انہوں نے ان قیدیوں کی رہائی کے بدلہ میں فدیہ ادا کر کے ان کو آزاد کروا دیا۔ حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو جب حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے قید کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنا ہار جو کہ والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بوقت شادی آپ رضی اللہ عنہا کو دیا تھا وہ حضور نبی کریم ﷺ کو بھیجا تا کہ اس کے بدلہ میں حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی رہائی عمل میں آ سکے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب وہ ہار دیکھا تو آپ ﷺ کو اپنی پیاری بیوی یاد آ گئیں اور آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو وجہ دریافت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ میری بیوی اور تمہاری ماں خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کا ہار ہے۔ یہ ہار میری بیٹی کے پاس میری بیوی کی نشانی ہے اگر تم کہو تو میں اس ہار کو لوٹا دوں اور ابوالعاص (رضی اللہ عنہ) کا فدیہ یہ ہو کہ وہ مکہ مکرمہ واپس جا کر میری بیٹی کو صحیح سلامت مدینہ منورہ بھیج دیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات پر سر تسلیم خم کر دیا۔ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو اس شرط پر رہا کر دیا گیا کہ وہ مکہ مکرمہ جا کر حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو

Marfat.com

مدینہ منورہ بھیج دیں گے۔ آپ ﷺ نے اس مقصد کے لئے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ہمراہ بھیج دیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ کے نواح میں جہاں آج مسجد عائشہ واقع ہے وہاں قیام کیا اور حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے حسب وعدہ اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے پاس بھیج دیا جہاں سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ' آپ رضی اللہ عنہا کو لے کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔

روایات میں آتا ہے کہ جس وقت کنانہ' حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو لے کر مکہ مکرمہ سے نکلنے لگے تو قریش نے انہیں روک لیا۔ ہبار نے آگے بڑھ کر حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے اونٹ کو نیزہ مارا جس سے آپ رضی اللہ عنہا نیچے گر پڑیں۔ حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا ان دنوں حاملہ تھیں اس طرح گرنے سے آپ رضی اللہ عنہا کا حمل ساقط ہو گیا۔ کنانہ نے جب یہ ماجرا دیکھا تو اس نے قریش کو للکار دیا۔ اس دوران حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو کہ مسلمان نہ ہوئے تھے وہ آ گئے اور انہوں نے ہبار کو جانے دیا۔ حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا جب حضور نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچیں تو آپ ﷺ نے انہیں اپنے گلے سے لگا لیا اور پیار کیا۔ پھر جب آپ ﷺ کو ہبار اور اس کے ساتھیوں کی گستاخی کے بارے میں علم ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ جب تم ان پر قابو پالو تو ان کو قتل کر دینا۔

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو مکہ مکرمہ تو بھیج دیا مگر وہ آپ رضی اللہ عنہا کی جدائی کو برداشت نہ کر پائے۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ شریف النفس اور دیانت دار آدمی تھے اور قریش کی جانب سے حضور نبی کریم ﷺ کے خلاف کی جانے والی کسی بھی سازش کا حصہ نہ رہے تھے اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کا دل بھی رفتہ رفتہ دین اسلام کی جانب مائل ہونے لگا۔ اس دوران ٦ھ میں حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا سامانِ تجارت لشکر اسلام نے مدینہ منورہ کے نزدیک روک لیا جسے حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے بعد چھوڑ دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم ﷺ کے حسن اخلاق سے پہلے ہی متاثر تھے اب آپ رضی اللہ عنہ نے ارادہ کر لیا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار کر لوں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام

Marfat.com

لین دین مکہ مکرمہ میں ختم کیا اور مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد ان کا نکاح حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے ایک مرتبہ پھر اسلامی طریقہ کے مطابق کیا۔ حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا وصال حضور نبی کریم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی ۸ھ میں ہوا جبکہ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا وصال ۱۲ھ میں ہوا۔ حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے دو بچے علی (رضی اللہ عنہ) اور امامہ (رضی اللہ عنہا) تولد ہوئے۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو غسل ام المومنین حضرت ام سلمہ، ام المومنین حضرت سودہ اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہن نے دیا۔ جب غسل کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کو اطلاع دی گئی تو آپ ﷺ نے اپنا تہہ بندان کے کفن کے لئے عنایت فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ حضور نبی کریم ﷺ نے خود پڑھائی اور حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے قبر مبارک میں اتارا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے وصال پر حضور نبی کریم ﷺ نہایت مغموم تھے اور فرمارہے تھے کہ زینب رضی اللہ عنہا میری پیاری بیٹی تھی اور اس کو میری محبت کی وجہ سے تکلیف پہنچائی گئی۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے فرزند حضرت علی رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے وقت حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کے ردیف تھے اور سنِ بلوغت میں ہی آپ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی حضرت سیّدہ امامہ رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم ﷺ کو بے پناہ محبت تھی۔ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے وصال کے وقت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی تھی کہ میرے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہ میری بھانجی حضرت سیّدہ امامہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد حضرت سیّدہ امامہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا جن سے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فرزند حضرت سیّد محمد اوسط رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔

Marfat.com

حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا:

حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم ﷺ کی دوسری صاحبزادی ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا اپنی بڑی بہن حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے تین سال بعد اور بعث نبوی سے سات سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا پہلی خاتون ہیں جنہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کی۔ حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ سے ہوا جبکہ آپ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ابولہب کے بیٹے عتیبہ سے ہوا۔ جب ابولہب کی حضور نبی کریم ﷺ سے دشمنی بڑھ گئی اور اس نے حضور نبی کریم ﷺ پر مظالم کے پہاڑ توڑ دیئے تو اللہ عزوجل نے سورۂ لہب نازل فرمائی۔ اس سورت کے نزول کے بعد ابولہب نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی دونوں صاحبزادیوں کو طلاق دے دیں اور اس وقت ان دونوں شہزادیوں کی رخصتی نہ ہوئی تھی۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نیک نیتی اور شرافت کی وجہ سے حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نکاح کے موقع پر فرمایا کہ اللہ عزوجل نے میری جانب وحی کی کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح عثمان (رضی اللہ عنہ) سے کروں۔ روایات کے مطابق نکاح کے وقت حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک بارہ برس تھی۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ کے اعلانِ نبوت کے تیسرے سال ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ خود کو حضور نبی کریم ﷺ کا داماد ہونے پر فخر محسوس کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ صاحب حیثیت تھے اس لئے حضور نبی کریم ﷺ کی شہزادی کو بھی ہر طرح کی آسائش مہیا کیں اور ان کے آرام اور سہولت کا خیال رکھا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی مسلمان نہ ہوا تھا۔ ایک روز میں بیت اللہ شریف کے صحن میں بیٹھا تھا کہ مجھے خبر ہوئی کہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی شادی ابولہب کے بیٹے عتبہ سے کر دی ہے۔ مجھے

Marfat.com

حسرت ہوئی کہ کاش ان کا نکاح میرے ساتھ ہوتا ہے۔اس کیفیت میں جب میں گھر پہنچا تو میری خالہ نے مجھ سے کہا کہ اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم ﷺ کو منصب رسالت پر فائز کیا ہے پھر انہوں نے مجھے اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی۔ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جن کے ساتھ میرا اٹھنا بیٹھنا تھا۔میں جب ان کے پاس پہنچا تو وہ کہنے لگے کہ اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! کس سوچ میں گم ہو؟ میں نے انہیں خالہ کی بات بتائی تو انہوں نے بھی مجھے اسلام قبول کرنے کی ترغیب دی۔اس دوران حضور نبی کریم ﷺ وہاں سے گزرے اور آپ ﷺ کے ہمراہ اس وقت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی تھے جنہیں آپ ﷺ نے اپنی چادر میں اٹھا رکھا تھا۔حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے اور سلام کرنے کے بعد درخواست کی کہ وہ کچھ دیر ان کے پاس بیٹھ جائیں۔حضور نبی کریم ﷺ بیٹھ گئے اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے گئے۔حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اللہ عزوجل تمہیں جنت کی جانب بلاتا ہے اور تم اس دعوت کو قبول کرنے میں دیر نہ کرو۔ اللہ عزوجل نے مجھے سب لوگوں کی جانب اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے۔حضور نبی کریم ﷺ کی بات میرے دل میں اتر گئی اور میں نے اسلام قبول کرلیا۔پھر کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح میرے ساتھ ہو گیا۔

حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا ۲ھ میں بیمار ہو گئیں اور اس وقت حضور نبی کریم ﷺ غزوۂ بدر کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔آپ ﷺ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی کی تیمارداری کے لئے مدینہ منورہ میں رہیں اور ان کے ہمراہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بھی مدینہ منورہ چھوڑ دیا۔حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو غزوۂ بدر میں شامل نہ ہونے کا غم تھا حضور نبی کریم ﷺ نے فتح بدر کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کو بشارت دی کہ اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! تم بھی غزوۂ بدر میں حصہ لینے والوں میں سے ہو اور پھر آپ رضی اللہ عنہ کو مالِ غنیمت میں سے بھی حصہ دیا۔

Marfat.com

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جب غزوۂ بدر میں فتح کی بشارت لے کر مدینہ منورہ لوٹے تو اس وقت حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو چکا تھا اور ان کی تدفین کی جا رہی تھی۔ وصال کے وقت حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک اکیس برس تھی اور ان سے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے حضرت سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ تولد ہوئے جو چھ برس کی عمر میں اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئے۔

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا:

حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری صاحبزادی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا بعثت نبوی کی چھٹے سال پیدا ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہوش میں شعب ابی طالب جیسی سختیوں کو برداشت کیا اور اپنی والدہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس جہانِ فانی سے رخصت ہوتے دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہا دکھ کی ان گھڑیوں میں اپنے والد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں اور ان کو دلاسہ دیتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ان سختی کے ایام میں اپنی چھوٹی بہن شہزادئ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خاتونِ جنت حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا بھی خیال رکھا اور انہیں ماں کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد روتے ہوئے دیکھا تو ان سے رونے کی وجہ دریافت فرمائی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں اس لئے رو رہا ہوں کہ میرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو تعلق تھا وہ منقطع ہو گیا۔ ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے بعد اللہ عزوجل کا پیغام پہنچایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دوسری صاحبزادی حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیں۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمانِ الٰہی کے مطابق حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّد عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور مہر حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے برابر ہی مقرر فرمایا۔

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب میری بہن حضرت خنیس رضی اللہ عنہ بن خذافہ سہمی کے وصال کے بعد بیوہ ہوئیں تو والد بزرگوار حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تمہارا نکاح اپنی بیٹی سے کر دوں۔ ان کی بات سن کر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے کچھ دن اس بات پر غور کرنے دو۔ جب کچھ دن گزر گئے تو والد بزرگوار نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا تو انہوں نے بھی اس رشتہ سے انکار کر دیا۔ والد بزرگوار نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے رشتہ کی بات کی تو وہ ان کی بات سن کر خاموش ہو گئے۔ والد بزرگوار نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام معاملہ بیان کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری بیٹی کے لئے عثمان (رضی اللہ عنہ) سے بہتر آدمی ہے اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کے لئے تمہاری بیٹی سے بہتر عورت ہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد میری بہن ام المومنین حضرت سیدہ ام حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ سے ہو گیا اور حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نکاح حضور نبی کریم ﷺ کی دوسری صاحبزادی حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے ہو گیا۔

حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال حضور نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ہی ۸ ھ میں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا کو حضرت اسماء اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہن نے غسل دیا اور حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا:

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نام ''فاطمہ'' اور لقب ''زہرا'' ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا ' حضور نبی کریم ﷺ کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی صاحبزادی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا ' ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے 1 نبوی میں تولد ہوئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کو آپ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا بچپن سے ہی تنہائی پسند تھیں یہی وجہ ہے کہ کبھی کسی کھیل کود میں شامل نہ ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا ' اپنے والد بزرگوار حضور نبی کریم ﷺ کے پاس

Marfat.com

تشریف فرما ہو جاتیں اور ان سے مختلف فقہی مسائل دریافت کرتی رہتیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی ذہانت کو دیکھتے ہوئے ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کی تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک ابھی صرف دس برس ہی تھی کہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس جہانِ فانی سے کوچ فرما گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کو والدہ ماجدہ سے بے حد لگاؤ تھا اور یہی وجہ تھی کہ ان کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہا غمگین رہنے لگ گئیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ رضی اللہ عنہا کی تمام تر ذمہ داری ان کے سپرد کر دی۔ حضور نبی کریم ﷺ جب تبلیغ اسلام کی سخت محنت اور مشرکین کی تکلیفیں برداشت کرنے کے بعد گھر تشریف لاتے تو آپ رضی اللہ عنہا ان کی حالت دیکھ کر پریشان ہو جاتیں۔ حضور نبی کریم ﷺ فرماتے کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! گھبراؤ نہیں اللہ تمہارے باپ کو کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔ ہجرت مدینہ کے وقت آپ رضی اللہ عنہا سن بلوغت کو پہنچ چکی تھیں۔ جب ہجرت مکمل ہوگئی اور قریباً تمام مسلمان مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچ گئے تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک روز حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی درخواست کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ عزوجل چاہے گا وہی ہوگا۔ پھر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں بھی وہی جواب دیا۔ بعدازاں آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ بوقت نکاح آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک پندرہ برس اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اکیس برس تھی۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا گھر حضور نبی کریم ﷺ کے گھر سے کچھ فاصلہ پر واقع تھا۔ چونکہ حضور نبی کریم ﷺ کو اپنی لاڈلی صاحبزادی سے بے پناہ محبت تھی اس لئے ایک دن ان سے فرمایا کہ بیٹا! میرا دل چاہتا ہے کہ تمہیں اپنے نزدیک بلوا لوں۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ بابا جان! حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بن نعمان کے کئی مکانات آپ ﷺ کے مکان کے قرب وجوار میں موجود ہوں اگر ان سے کہا جائے تو

Marfat.com

وہ کوئی مکان خالی کر دیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حارثہ (رضی اللہ عنہ) نے پہلے بھی مہاجرین کو اپنے بہت سے مکانات دیئے ہیں اس لئے اُس سے کہتے ہوئے عجیب لگتا ہے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اس واقعہ کے بعد خاموش ہوگئیں۔ کچھ روز بعد جب حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بن نعمان کو اس بات کا علم ہوا تو وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکان سے متصل اپنا ایک مکان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان' میری تمام چیزیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ملکیت ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں جیسے چاہیں استعمال میں لا سکتے ہیں میرے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والے ہر شے سے مقدم ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ اپنے اہل خانہ سمیت اس مکان میں منتقل ہو جائیں۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نہایت ہی صابر خاتون تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی گفتگو کا انداز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ تھا اور آپ رضی اللہ عنہا ان کی زندگی کا بہترین نمونہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے گھر کا تمام کام اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں۔ چکی پیستے پیستے آپ رضی اللہ عنہا کے ہاتھوں میں کئی مرتبہ چھالے پڑ جاتے تھے۔ گھر میں جھاڑو دیتیں' کپڑے دھوتیں اور اس کے علاوہ رضائے الٰہی کے لئے پنج وقتہ نمازوں کی پابندی اور تسبیحات کے لئے بھی وقت نکالتی تھیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھریلو حالات زیادہ اچھے نہ تھے اس لئے اکثر گھر میں فاقہ ہوتا۔ اگر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کہیں مزدوری مل جاتی تو گھر میں کھانے کا کچھ انتظام ہو جاتا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کبھی حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ضد نہ کی اور نہ ہی کبھی ان سے کسی چیز کے نہ ہونے کا شکوہ کیا۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ ایک مرتبہ فتوحات کے زمانہ میں بے شمار غلام اور لونڈیاں بطور مالِ غنیمت آئیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں جا کر گھریلو کام کاج کے لئے کوئی لونڈی

Marfat.com

مانگ لیں تا کہ گھریلو کام کاج میں ان کی مدد ہو سکے۔ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچیں تو آپ ﷺ گھر موجود نہ تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کی آو بھگت کی اور آنے کی وجہ دریافت کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنا مدعا بیان کیا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کے آنے پر ان سے بات کریں گی۔ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اپنے گھر واپس تشریف لے گئیں اور پھر جب حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے آنے کی اطلاع دی اور ان کا مدعا بیان کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ اس وقت فوراً آپ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: بیٹی! میں تمہیں فی الحال کوئی لونڈی یا غلام نہیں دے سکتا کیونکہ ابھی مجھے اصحابِ صفہ کی خورد و نوش کا بندوبست کرنا ہے اور میں ان لوگوں کو کیسے بھول جاؤں جنہوں نے دین اسلام کی خدمت کے لئے اپنے گھر بار کو چھوڑ دیا تا کہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔ نیز فرمایا کہ میں تمہیں آج ایسی بات بتاتا ہوں جو تمہارے لئے لونڈی اور غلام کی نسبت ہزارہا درجے بہتر ہے۔ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ضرور بتایئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم رات کو سوتے وقت اور ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو یہ عمل تمہارے لئے لونڈی اور غلام کی نسبت کئی گنا بہتر ہوگا۔

ایک مرتبہ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا مسجد نبوی ﷺ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں تشریف لائیں اور جو کی روٹی کا ایک ٹکڑا پیش کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا کہ یہ کہاں سے آیا؟ آپ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تین دن کے فاقہ کے بعد تھوڑے سے جو لائے تھے جنہیں پیس کر میں نے روٹی بنائی۔ جب میں روٹی بچوں کو کھلانے لگی تو خیال آیا کہ آپ ﷺ کو بھی تھوڑی سی روٹی دے دوں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے روٹی تناول کرتے ہوئے فرمایا کہ اے میری بیٹی! میں چار روز سے

Marfat.com

فاقہ سے ہوں اور چار روز بعد یہ روٹی کا پہلا ٹکڑا ہے جو میرے منہ میں پہنچا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا شدید بیمار میں مبتلا تھیں۔ بخار کی وجہ سے انہیں نیند بھی نہ آ رہی تھی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ساری رات جاگتے رہے۔ پچھلے پہر جب آپ رضی اللہ عنہا کی آنکھ لگی تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی سو گئے۔ جب اذانِ فجر کے وقت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اٹھ کر نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد نبوی میں تشریف لے گئے تو آپ رضی اللہ عنہا بھی نماز کے لئے اٹھیں اور نماز کی ادائیگی کے بعد حسب معمول چکی پیسنا شروع کر دی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ واپس آئے تو آپ رضی اللہ عنہا کو چکی پیستے دیکھ کر کہا کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! تمہیں خود پر رحم نہیں آتا تم شدید بیمار ہو اور چکی پیس رہی ہو۔ آپ رضی اللہ عنہا نے جواباً کہا کہ میں اپنے فرائض کی ادائیگی سے کبھی غافل نہ ہوں گی یہاں تک کہ مجھے موت آ جائے۔ مجھے میرے والد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ عزوجل کی عبادت اور آپ (رضی اللہ عنہ) کی اطاعت کا درس دیا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر کسی کام سے بھیجا میں جب حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچا تو حسنین کریمین رضی اللہ عنہم اس وقت سو رہے تھے اور حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اس وقت قرآن مجید کی تلاوت فرما رہی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی زبانِ مبارک سے قرآن مجید کے الفاظ سن کر مجھ پر رقت طاری ہوگئی جو کافی دیر تک طاری رہی۔

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمیں کھانا ایک وقت کے بعد میسر آیا۔ میں، بھائی حسین (رضی اللہ عنہ) اور والد بزرگوار حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھانا کھا چکے اور والدہ ماجدہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کھانا تناول فرمانے لگی تھیں کہ ایک سائل نے دروازے پر صدا لگائی کہ اے بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! تم پر سلام ہو میں دو وقت سے بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلا دو۔ والدہ ماجدہ نے جب اس سائل کی صدا سنی تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنا کھانا مجھے دیتے ہوئے فرمایا کہ جاؤ یہ کھانا اس سائل کو دے آؤ میں نے تو ایک وقت

Marfat.com

کا کھانا نہیں کھایا جبکہ وہ دو وقت سے بھوکا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ساری رات محنت کر کے ایک باغ سینچا اور اس کی اجرت میں آپ رضی اللہ عنہ کو چند جو ملے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ جو لا کر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو دیئے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے جو چکی میں پیس کر آٹا بنایا اور روٹی تیار کی۔ جس وقت کھانے کے لئے سب گھر والے بیٹھے تو اس دوران ایک مسکین نے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ میں بھوکا ہوں۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے سارا کھانا اس مسکین کو دے دیا اور دوبارہ کھانا تیار کیا۔ ابھی گھر والے کھانا تناول فرمانے ہی لگے تھے کہ ایک یتیم نے دروازہ پر آ کر دست سوال کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے سارا کھانا اس یتیم کو دے دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے لئے کھانا تیار کیا تو ایک مشرک قیدی نے دروازہ پر آ کر صدا لگائی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کھانا اس مشرک قیدی کو دے دیا۔ اس موقع پر اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی بھیجی جس میں حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اور ان کے گھر والوں کے اس فعل کو پسند کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''اور وہ اللہ کی راہ میں مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادمِ خاص تھے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے ایک فرد کی مانند تھے وہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پردہ کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے ان کے کسی بچہ کو مانگا تو آپ رضی اللہ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے ہاتھ بڑھایا اور مجھے بچہ پکڑا دیا۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے زیادہ کسی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مشابہ نہیں دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنی گفتگو اپنی چال اور اپنے اخلاق میں سب سے زیادہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہت رکھنے والی تھیں۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! کیا تو راضی نہیں کہ تو جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ روزِ محشر ندا کرنے والا ندا کرے گا کہ اے میدانِ حشر میں جمع ہونے والو اپنی نگاہوں کو نیچا کرلو یہاں تک کہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا وہاں سے گزر جائیں۔ روزِ محشر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ہمراہ ستر ہزار حوریں باندیوں کی مانند ہوں گی اور آپ رضی اللہ عنہا پل صراط سے بجلی کی مانند گزر جائیں گی۔

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ جب بھی کسی غزوہ میں شمولیت کے لئے یا پھر کسی سفر کی غرض سے نکلتے تو سب سے آخر میں حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے اور جب بھی کسی غزوہ یا سفر سے واپس لوٹتے تو سب سے پہلے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر ہی تشریف لے جاتے تھے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا جب حضور نبی کریم ﷺ کو دیکھتیں تو ان کے ہاتھ چومتیں اور آپ ﷺ ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے تھے۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ چالیس اونٹوں کی زکوٰۃ کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تمہارے لئے ایک اونٹ ہی زکوٰۃ ہے اور اگر میرے پاس چالیس اونٹ ہوں تو وہ میں تمام کے تمام اللہ عزوجل کی راہ میں دے دوں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے منقش چادر اوڑھ رکھی تھی۔ یہ چادر سیاہ بالوں سے بنی ہوئی تھی۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انہیں اپنی چادر میں داخل کر لیا۔ پھر حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ آئے تو آپ ﷺ نے انہیں بھی چادر میں داخل کر لیا۔ پھر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا تشریف لائیں تو آپ ﷺ نے انہیں بھی اس چادر میں داخل کر لیا۔ پھر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے انہیں بھی

Marfat.com

اپنی چادر میں داخل کر لیا اور پھر فرمایا کہ اللہ عزوجل چاہتا ہے کہ میرے گھر والوں سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور کر دے اور تمہیں صاف ستھرا کر دے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ میں گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ' آپ کی دائیں اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب گود میں تشریف فرما ہیں جبکہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تشریف فرما ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ)! حسن (رضی اللہ عنہ) اور حسین (رضی اللہ عنہ) دونوں میزان کے پلڑے ہیں جبکہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اس کا ترازو ہے اور ترازو دو پلڑوں پر ہی قائم رہتا ہے جبکہ تم روزِ محشر لوگوں کا اجر تقسیم کرو گے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرضِ وصال میں اپنی لاڈلی صاحبزادی حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بلا بھیجا۔ جب آپ رضی اللہ عنہا عیادت کے لئے تشریف لائیں تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں کچھ کہا جس پر وہ رو پڑیں۔ پھر دوبارہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کان میں کچھ کہا تو وہ مسکرا پڑیں۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہا سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہا ٹال گئیں۔ پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو میں نے ایک مرتبہ پھر اصرار کر کے دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے مجھے اپنے وصال کی خبر دی جس کو سن کر میں رو دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ تم جنت کی عورتوں کی سردار ہو اور میرے اہل میں سب سے پہلے تم مجھ سے آن ملو گی جس کو سن کر میں مسکرا دی۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اپنی تمام تر توجہ عبادتِ الٰہی پر مرکوز فرما دی۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے بچوں کا ہر طرح سے دھیان رکھتیں اور انہیں مختلف قسم کی نصیحتیں بھی کرتی رہتی تھیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حتی الامکان کوشش کرتے کہ وہ آپ رضی اللہ عنہا کو خوش رکھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے گریہ میں روز بروز اضافہ ہوتا

Marfat.com

جارہا تھا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہا کو بھی موت کا بلاوا آ گیا۔

حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا' حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی اچھی دوستوں میں شمار ہوتی ہیں۔ حضرت ام جعفر رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ایک روز حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے یہ بالکل اچھا نہیں لگتا جس طرح آج کل عورتوں کا جنازہ لے کر جایا جاتا ہے ان کے اوپر ایک چادر ڈال دیتے ہیں جس سے پردہ نہیں ہوتا اور عورتوں کی جسامت بھی دکھائی دیتی ہے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے حبشہ کے لوگوں میں دیکھا ہے کہ جب عورتوں کا جنازہ اٹھایا جاتا ہے تو اس پر تازہ کھجوروں کی شاخیں منگوا کر چارپائی پر کمان کی مانند باندھ کر کپڑا ڈال دیتے ہیں جس سے جنازہ کی پہچان ہو جاتی ہے کہ یہ عورت کا جنازہ ہے اور پردہ بھی برقرار رہتا ہے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب میرا وصال ہو جائے تو میرا جنازہ بھی اسی طرح اٹھانا اور تمہارے اور میرے شوہر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سوا مجھے کوئی غسل نہ دے۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی وصیت کے مطابق حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قبر میں اتارا۔ آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں مدفون کیا گیا۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے داماد

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ:

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ بن ربیع بن عبد شمس سے ہوا۔ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ، ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سگی بہن حضرت ہالہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد کے بیٹے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نہایت شریف النفس تھے اور تجارت کیا کرتے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان کی ہے کہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد ان کی بہن حضرت ہالہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ کسی کام سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کیونکہ ان کی آواز ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملتی تھی۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف فرما تھیں کہنے لگیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بوڑھی عورت کے لئے روتے ہیں جبکہ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کثیر ازواج سے نوازا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! انہوں نے میری اس وقت تصدیق کی جب سب نے میری تکذیب کی اور وہ اس وقت اسلام لائیں جب سب کافر تھے اور انہوں نے اس وقت میری مدد کی جب میری مدد کرنے والا کوئی نہ تھا اور میری تمام اولاد انہی کے بطن سے ہوئی ہے۔

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا وصال ۱۲ھ میں ہوا۔ روایات میں آتا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۰ھ میں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں یمن بھیجا تو

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہ بھی اس وقت ان کے ہمراہ تھے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں یمن کا عامل بنایا۔ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد کسی اور عورت سے نکاح نہیں کیا۔

حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے دو بچے تولد ہوئے جن کے نام علی (رضی اللہ عنہ) اور امامہ (رضی اللہ عنہا) ہیں۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام عثمان ہے اور والد کا نام عفان بن ابی العاص ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام اروٰی بنت کریز ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ اور ابوعمرو ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالنورین ہے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ زمانہ جاہلیت سے ہی تمام معاشرتی برائیوں سے دور تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے زندگی گزارنے کے کچھ اصول مرتب کر رکھے تھے جن میں دیانت داری اور امانت داری جیسے اصول سرفہرست تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ چونکہ ابتداء سے ہی شریف النفس تھے اس لئے لوگ آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا مال دیتے وقت کسی قسم کے پس و پیش سے کام نہ لیتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اپنے ان اصولوں کو اپنائے رکھا جس کی وجہ سے قبولِ اسلام کے بعد بھی ایک کامیاب تاجر کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے والے چوتھے شخص ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ سے قبل ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم دائرہ اسلام میں داخل ہو چکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اپنے خاندان بنوامیہ کی مخالفت کے باوجود دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ مسلمان ہونے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے تعلقات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاندانی ہو گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی جان اور مال کو دین اسلام کی سربلندی کے لئے وقف کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد دین اسلام کی معاشی حالت بہتر

Marfat.com

ہوئی اور آپ رضی اللہ عنہ کے مال کے ذریعے دین اسلام کو بے شمار فوائد حاصل ہوئے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنے قبولِ اسلام کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے نبوت کا اعلان کیا میں ان چند لوگوں میں سے تھا جو ابتداء میں مسلمان ہوئے۔ میں اپنی خالہ سعدیٰ بنت کریز کے گھر تھا وہاں حضور نبی کریم ﷺ کی نبوت کا ذکر ہوا تو میری خالہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی تعریف کی اور کہا کہ وہ صادق اور امین ہیں، وہ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ پھر انہوں نے مجھ سے کاہنوں کے انداز میں گفتگو کی اور کہا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) تمہاری دو بیویاں ہوں گی جو خوبصورت اور نیک سیرت ہوں گی اور اس سے پہلے تم نے ایسی عورتیں کبھی نہ دیکھی ہوں گی اور یہ دونوں حضور نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیاں ہوں گی۔ میں نے خالہ کی بات سنی تو اپنے دوست ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس گیا اور وہ اس وقت اسلام قبول کرنے میں سبقت لے چکے تھے۔ میں نے خالہ کی باتیں ان کو بتائیں تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) تم عقل مند ہو اور معاملہ فہم بھی ہو تم جانتے ہو کہ یہ پتھر کے بت ہمیں نہ تو کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی یہ ہمیں کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ جب یہ ہمارے نفع و نقصان کے ذمہ دار نہیں تو یہ ہمارے معبود کیسے ہو سکتے ہیں؟ پھر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے اسلام کی حقانیت اور دیگر مسائل کے متعلق بتایا۔ میں ان کی باتوں سے متاثر ہوا اور کہنے لگا کہ واقعی یہ پتھر کے بت ہمارے معبود نہیں ہو سکتے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تمہاری خالہ صحیح کہتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ کو نبی بنا کر مبعوث کیا گیا ہے اور وہ اللہ عزوجل کی وحدانیت اور اس کی عبادت کا درس دیتے ہیں۔ مجھ پر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی باتوں کا بے حد اثر ہوا اور میرے دل میں دین اسلام کے متعلق تمام شکوک و شبہات ختم ہو گئے۔ پھر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے باقاعدہ اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور میں نے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرنے کا ارادہ کر لیا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نیک نیتی اور شرافت کی وجہ سے حضور نبی کریم

Marfat.com

ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے نکاح کے موقع پر فرمایا کہ اللہ عزوجل نے میری جانب وحی کی کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح عثمان (رضی اللہ عنہ) سے کروں۔ روایات کے مطابق نکاح کے وقت حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک بارہ برس تھی۔

مشرکین مکہ نے جب دیکھا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے والے جانثاروں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے تو انہوں نے مسلمانوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ دیئے اور حضور نبی کریم ﷺ کی جان کے بھی دشمن بن گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ کو بھی طرح طرح کی اذیتیں دینا شروع کر دیں۔ مشرکین مکہ کے ظلم وستم جب حد سے تجاوز کر گئے تو حضور نبی کریم ﷺ نے رجب المرجب ۵ نبوی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا تاکہ وہ مشرکین مکہ کے مظالم سے بچ سکیں اور تبلیغ اسلام کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔ حبشہ پر اس وقت ایک نیک اور خدا ترس بادشاہ نجاشی کی حکومت تھی۔ یہ بادشاہ اپنی رحم دلی اور مہمان نوازی کی وجہ سے مشہور تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بھی اس کے قصے سن رکھے تھے اس لئے مسلمانوں کو حبشہ کی جانب ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ اس جماعت میں سولہ مرد وعورتیں شامل تھیں اور اس جماعت کے سربراہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے جو اپنی اہلیہ دختر حضور نبی کریم ﷺ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ تھے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تین سال تک حبشہ میں قیام پذیر رہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جب حضور نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ ہجرت کے بارے میں معلوم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ بھی حبشہ سے اپنی زوجہ حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ مدینہ منورہ پہنچے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایک انصاری حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بھائی بنایا۔

ابن عساکر کی روایت کے مطابق حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قد مبارک درمیانہ رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر چیچک کے داغ تھے اور داڑھی

Marfat.com

مبارک گھنی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کے شانے چوڑے اور جسم کی ہڈیاں بھی چوڑی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پنڈلیاں بھری ہوئی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ لمبے تھے اور ان پر بال بہت زیادہ تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے سر کے بال گھنگھریالے اور دانت موتیوں کی طرح سفید تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ زرد رنگ کا خضاب لگایا کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے تشریف لائے تو اس وقت مدینہ منورہ میں میٹھے پانی کا صرف ایک ہی کنواں تھا جس کا نام "بیئر رومہ" تھا اور اس کا مالک ایک یہودی تھا جو اس کا پانی فروخت کرتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چونکہ بے سروسامانی کے عالم میں مدینہ منورہ آئے تھے اس لئے ان کے لئے اس کنوئیں سے پانی خریدنا بہت دشوار تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کنوئیں کا ذکر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کیا جنہوں نے اس کنوئیں کو بھاری رقم کے عوض خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

روایات میں موجود ہے کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی تدفین میں مصروف تھے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں فتح کا پیغام لے کر آئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو بھی اپنی نورِ نظر کے وصال کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ بھی بے حد غمگین ہوئے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اپنی زوجہ کے وصال کے ساتھ ساتھ حضور نبی کریم ﷺ سے اپنے رشتہ کے منقطع ہونے پر بھی بے حد افسردہ تھے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس سعادت سے دوبارہ سرفراز فرمایا اور اپنی دوسری بیٹی حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح ۳ھ میں آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کر دیا۔ حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کے بعد حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ "ذوالنورین" یعنی دونوروں والے کے لقب سے مشہور ہوئے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے جب اپنی صاحبزادی حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

کرنا چاہا تو اپنی بیٹی سے فرمایا کہ تمہارے ہونے والے شوہر عثمان (رضی اللہ عنہ) تمہارے دادا حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی مثل ہیں اور شکل وصورت میں تمہارے باپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مشابہ ہیں۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جھوٹی خبر پر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حدیبیہ کے مقام پر بیعت لی کہ وہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کا بدلہ لیں گے اور اس بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل نے قرآن مجید میں اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''بے شک اللہ ان سے راضی ہو گیا جب وہ اس درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے تو اللہ نے ان کے دلوں کو جانا۔''

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اکثر و بیشتر روزہ رکھتے تھے اور رات بھر عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت کا آپ رضی اللہ عنہ کا بے حد شوق تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ ہر سال فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور اپنی جیب سے حجاج کرام کے لئے کھانے کا بندوبست کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت تک خود کھانا نہ کھاتے تھے جب تک کہ حجاج کرام کو کھانا نہ کھلا دیتے تھے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ دیگر مسلمانوں کے مقابلے میں زیادہ مالدار تھے اور اسلام قبول کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا تمام مال واسباب دین اسلام کی سربلندی کے لئے وقف کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر جب اپنا مال حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کے بعد عثمان (رضی اللہ عنہ) جو کچھ بھی کرے گا اس کو اس کچھ نقصان نہ ہوگا۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مبارک میں لیٹے ہوئے تھے اور میں ان کے نزدیک تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیوں سے کپڑا ہٹا ہوا تھا۔ اس دوران حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں

Marfat.com

نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی اور وہ حضور نبی کریم ﷺ سے گفتگو فرمانے لگے۔ کچھ دیر بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے بھی اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے انہیں بھی اجازت دے دی اور وہ بھی اندر تشریف لائے۔ ابھی حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو تشریف لائے کچھ دیر ہی گزری تھی کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہوں نے بھی اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ حضور نبی کریم ﷺ اٹھ کر بیٹھ گئے اور آپ ﷺ نے اپنی پنڈلیوں کو ڈھانپ لیا اور مجھ سے فرمایا کہ میں یہاں سے ہٹ جاؤں۔ پھر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اندر آنے کی اجازت دی۔ کچھ دیر بعد جب یہ تینوں حضرات واپس چلے گئے تو میں نے حضور نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ جب میرے والد محترم اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ ﷺ بدستور لیٹے رہے، نہ ہی اپنی پنڈلیوں کو ڈھانپا اور نہ ہی مجھے ہٹنے کے لئے کہا لیکن جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے مجھے بھی ہٹا دیا اور خود اٹھ کر بیٹھ گئے اور اپنی پنڈلیوں کو بھی ڈھانپ لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! میں اس شخص سے کیوں حیاء نہ کروں جس سے اللہ عزوجل اور اس کے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے۔ عشرہ مبشرہ وہ دس خوش نصیب صحابی رسول ﷺ ہیں جنہیں حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دی تھی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ کے ایک باغ میں موجود تھا اور اس باغ کا دروازہ بند تھا۔ اچانک دروازہ پر دستک ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اٹھو اور دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوشخبری سنائی تو انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد دروازے

Marfat.com

پر دوبارہ دستک ہوئی تو حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے، میں نے انہیں جنت کی خوشخبری دی اور انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا پھر حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد دروازے پر ایک مرتبہ پھر دستک ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ دروازہ کھولو اور آنے والے کو جنت کی خوشخبری دو اور کہو کہ عنقریب تم ایک آزمائش سے گزرنے والے ہو۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تھے۔ میں نے انہیں حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان سنایا تو انہوں نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور کہا کہ اللہ عزوجل ہی بہترین مدد کرنے والا ہے۔ پھر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اندر آئے اور حضور نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف فرما ہو گئے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنا زانو مبارک حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر سہارا دیئے ہوئے تھے اور میں آپ ﷺ کی پیشانی پر موجود پسینے کے قطروں کو صاف دیکھ رہی تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ کچھ دیر بعد حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کیا اور فرمایا: اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! لکھو۔ اللہ کی قسم! اللہ عزوجل نے اپنی نبی کی امت میں وحی لکھنے کا منصب عزت والوں کو ہی عطا کیا ہے۔

روایات میں موجود ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کے گھر چار روز سے فاقہ تھا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے کئی اونٹ غلہ کھجوروں اور گیہوں کے لادے اور حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ اس وقت مسجد نبوی میں نوافل ادا فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ جب مسجد نبوی سے تشریف لائے تو آپ ﷺ کو حضرت سیّدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے لائے ہوئے راشن کی خبر ہوئی۔ آپ ﷺ دوبارہ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے اور کافی دیر تک حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حق میں دعا فرماتے رہے۔

Marfat.com

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی حکم کی تعمیل کے سلسلے میں کہیں گئے ہوئے تھے۔ راستہ میں نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو امامت کے لئے کہا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہیں اس لئے امامت کے فرائض آپ رضی اللہ عنہ انجام دیں۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) بہت اچھا انسان ہے، وہ میرا داماد ہے، اللہ نے میرے نور کو اس کے ساتھ جمع فرمایا ہے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سننے کے بعد پھر بھی امامت سے انکار کر دیا تو حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو کیسے بھول سکتا ہوں کہ عثمان (رضی اللہ عنہ) جامع قرآن اور حبیب الرحمٰن ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص فوت ہو گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی نمازِ جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازِ جنازہ نہ پڑھنے کی وجہ دریافت کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص میرے عثمان (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھتا تھا اور جو شخص میرے عثمان (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھے گا میں اس کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھوں گا۔ نیز فرمایا جو شخص عثمان (رضی اللہ عنہ) سے بغض رکھے گا وہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بغض رکھے گا۔

ایک مرتبہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دعوت کی۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعوت کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ روانہ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں کو گنتی کرنا شروع کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اے عثمان (رضی اللہ عنہ)! تم میرے قدموں کی گنتی کیوں کر رہے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قدم کے عوض ایک غلام آزاد کرنا چاہتا ہوں۔

Marfat.com

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ، حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور کہا: اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ رضی اللہ عنہ کو اس پر تعجب نہیں کہ میرا گزر عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) کے پاس سے ہوا اور میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس تمہارے بھائی عمر (رضی اللہ عنہ) آئے اور تم نے انہیں ان کے سلام کا جواب نہیں دیا تمہیں ایسا کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا ہے؟ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے ایسا نہیں کیا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اللہ عزوجل کی تم نے ایسا ہی کیا ہے اور تم نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر فرمایا کہ مجھے آپ رضی اللہ عنہ کے گزرنے کی ہرگز خبر نہ ہوئی اور نہ ہی مجھے یہ معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے سلام کیا ہے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے سچ کہا۔ اللہ عزوجل کی قسم! تمہارے متعلق میرا یہ خیال تھا کہ تم کسی سوچ میں گم تھے جس کی وجہ سے تم نے عمر (رضی اللہ عنہ) کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات سن کر فرمایا: اے امیر المومنین! آپ رضی اللہ عنہ نے درست فرمایا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی وجہ سے پریشان ہوں اور اس سوچ میں گم تھا کہ اس امت کی نجات کے بارے میں میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہ پوچھ سکا؟ اور یہی بات میں سوچ رہا تھا جس کی وجہ سے مجھے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے گزرنے اور ان کے سلام کرنے کے متعلق کچھ خبر نہ ہوئی۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کر چکا ہوں کہ ان کی امت کی نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا: جس نے مجھ سے وہ کلمہ قبول کر لیا جو کلمہ میں نے اپنے چچا کو پیش کیا تو اور انہوں نے اسے رد کر دیا پس وہی کلمہ میری امت کی

Marfat.com

نجات کا ذریعہ ہے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ وہ کلمہ کون سا ہے؟ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ گواہی دینا اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور حضور نبی کریم ﷺ اللہ عزوجل کے رسول اور بندے ہیں۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ منورہ میں قحط پڑ گیا۔ اتفاق سے ان دنوں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کئی سو اونٹ غلے کے بذریعہ تجارت منگوائے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ وہ غلے کے اونٹ انہیں فروخت کر دیں۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو انکار کر دیا جس سے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بہت افسوس ہوا۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے غلے کے تمام اونٹ اہل مدینہ میں تقسیم کر دیئے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ تم نے مجھے کیوں نہ بیچے؟ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ مجھے ان کی قیمت کم دے رہے تھے جبکہ میں نے انہیں اپنے رب کے ہاتھوں زیادہ منافع پر فروخت کیا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا جواب سنا تو آپ رضی اللہ عنہ کے اس انفاق فی سبیل اللہ کے جذبہ سے بے حد خوش ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ والد بزرگوار نے فرمایا کہ میرے بھائیوں کو بلاؤ۔ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس موجود لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمن اور سعد رضی اللہ عنہم ہیں۔ چنانچہ ان حضرات کو بلایا گیا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اپنے بعد تم چھ کے علاوہ کسی کو خلافت کے لائق نہیں سمجھتا۔ میرے وصال کے بعد ان سب کو ایک کمرے میں بند کر دینا جہاں یہ خود میں سے ایک خلیفہ منتخب کر لیں پھر مجھے (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) سے فرمایا کہ اگر ان کی رائے برابر ہو جائے تو پھر یہ تمہیں رائے بنائیں اور خلیفہ کے حتمی فیصلہ ہونے تک حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ امامت کے فرائض انجام دیں گے۔

Marfat.com

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت سیّدنا عثمان غنی، حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم ایک جگہ جمع ہوئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنے اس کام کو تین کے حوالے کر دو۔ چنانچہ حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالہ اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حوالہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی رائے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو فرمایا کہ میں خود کو اس امر سے دستبردار کرتا ہوں۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں ایک طرف لے گئے اور کہا کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو کیا آپ رضی اللہ عنہ انصاف سے کام لیں گے اور اگر حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو ان کی اطاعت کریں گے؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما اور ان کو ایک طرف لے گئے اور کہا کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو کیا انصاف سے کام لیں گے اور اگر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا جائے تو کیا ان کی اطاعت کریں گے؟ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پر بیعت کر لی جس کے بعد حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پر بیعت کی اور آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ محرم الحرام ۲۴ ہجری میں مسند خلافت پر بیٹھے اور مجمع عام سے بیعت حاصل کی۔ آپ رضی اللہ عنہ جب منصب خلافت پر فائز ہوئے اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک قریباً اڑسٹھ (۶۸) برس تھی۔ جب لوگ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے

Marfat.com

دست حق پر بیعت ہو چکے تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجمع عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"اے لوگو! ابتداء میں سفر دشوار ہوتا ہے اور آج کے دن کے بعد اور دن بھی آئیں گے۔ اگر میں زندہ رہا تو میں تمہیں آج کے طریقہ پر ہی خطبہ دوں گا میں فن خطابت سے زیادہ آشنا نہیں اور اللہ عزوجل کی رحمت کا امیدوار ہوں کہ وہ مجھے علم و حلم عطا فرمائے۔"

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد منصب خلافت پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے امورِ خلافت چلانے کے لئے انتظامی امور میں نئی تبدیلیاں کیں اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مقرر کردہ کچھ گورنروں کو بھی تبدیل کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی اپنی فکری سوچ تھی اور یہی وجہ تھی کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے فیصلوں کے نفاذ کے لئے اور مملکت اسلامیہ کی بہتری کے لئے جو قدم اٹھائے ان میں ایک اہم قدم گورنروں کی تبدیلی تھی۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت قریباً بارہ برس پر محیط ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں اسلامی فتوحات بے شمار ہوئیں اور اسلامی سلطنت بے پناہ وسیع ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے محکمہ فوج کو مزید فنڈز کے ساتھ بڑھایا اور فوج میں نئی بھرتیاں کی گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں پہلا بحری بیڑہ تیار ہوا جس نے اپنی جرأت اور بہادری کی بدولت سمندری علاقوں میں بھی اپنی دھاک بٹھائی۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے نظامِ خلافت کا ایک اور اہم ستون امراء اور گورنروں کا احتساب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر ہونے کے بعد سب سے پہلے امراء اور گورنروں کے مال و اسباب کی تحقیق کی اور ان کے مال و اسباب کا تمام ریکارڈ مرتب کرنے کے بعد ان کے مال و اسباب کی وقتاً فوقتاً تحقیق بھی کرتے رہتے۔ اس معاملے میں آپ رضی اللہ عنہ مختلف وفود ان علاقوں میں بھیجتے جہاں کے گورنر کا احتساب کرنا ہوتا۔ ان گورنروں کی نگرانی کے لئے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک کمیٹی بنا

Marfat.com

رکھی تھی تا کہ کسی بھی شخص کو کوئی اعتراض باقی نہ رہے۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں تعمیرات کی جانب کافی توجہ دی گئی اور اس سلسلے میں بے شمار سڑکیں، مہمان خانے، مساجد اور پل تعمیر کیے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے میدانِ عرفات میں پانی کے حوض بنوائے اور بہت سی نئی نہروں کی کھدوائی بھی کروائی۔ کوفہ میں ایک مہمان خانہ تعمیر کروایا گیا۔ مدینہ منورہ میں آنے والے تاجروں کی سہولت کے لئے ایک بہت بڑا مہمان خانہ تعمیر کروایا گیا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت دین اسلام کی ترقی و ترویج کا دور ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں بے شمار غیر مسلم دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ چنانچہ اس وجہ سے یہ ضرورت محسوس کی جانے لگی کہ مسجد الحرام میں توسیع کی جائے۔ اس سے قبل حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مسجد الحرام میں توسیع کر چکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مسجد الحرام سے ملحقہ دیگر مکان خریدے اور مسجد الحرام کے صحن میں توسیع کرتے ہوئے ایک دلان تعمیر کروایا اور باقاعدہ چاردیواری بھی تعمیر کروائی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے مصر سے آنے والے بیش قیمت قباطی کپڑے سے غلافِ کعبہ تیار کروایا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ۱۸ ذی الحجہ بروز جمعہ ۳۵ ھ کو شہید کیا گیا۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک بیاسی برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو جنت البقیع میں مدفون کیا گیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت فرمایا: اللہ کی قسم! میں آپ رضی اللہ عنہ کی مدح کیسے بیان کروں، مجھے ایسی کوئی بات معلوم نہیں جسے آپ رضی اللہ عنہ نہ جانتے ہوں، میں ایسی کسی بات کے بارے میں نہیں جانتا جس سے آپ رضی اللہ عنہ بے خبر ہوں، میں آپ رضی اللہ عنہ سے کسی بات میں سبقت نہیں رکھتا، میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا کوئی علم حاصل نہیں کیا جسے آپ رضی اللہ عنہ نہ جانتے ہو اور آپ رضی اللہ عنہ نے اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل نہ کیا ہو، جس طرح میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اسی طرح آپ رضی اللہ عنہ نے سنا اور جس طرح میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اسی

Marfat.com

طرح آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی اور آپ رضی اللہ عنہ یقیناً ہم سے افضل ہیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے ہر مشکل وقت میں اپنی جان و مال سے دین اسلام کی خدمت کی۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ:

آپ رضی اللہ عنہ کا نام علی (رضی اللہ عنہ) ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے والد کا نام ابوطالب بن عبدالمطلب اور والدہ کا نام حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہیں جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کا لقب حیدر ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ولادت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے تیس برس بعد ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ کی پیدائش خانہ کعبہ میں ہوئی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن آپ رضی اللہ عنہ کے منہ میں ڈالا اور آپ رضی اللہ عنہ کا نام "علی (رضی اللہ عنہ)" تجویز کیا۔ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا اعلان کیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک صرف دس برس تھی۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی پرورش حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور کاشانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پرورش پانے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا بہترین نمونہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ظاہری و باطنی علوم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے کہ میں علم کا دروازہ ہوں اور علی (رضی اللہ عنہ) اس کا دروازہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا شمار دین اسلام قبول کرنے والے اولین اصحاب میں ہوتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت ہجرت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا تاکہ وہ لوگوں کی امانتیں واپس کرسکیں۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوات میں شمولیت اختیار کی اور اپنی بہادری و شجاعت کے بے مثال جوہر دکھائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کی اسی شجاعت کی بنا پر آپ رضی اللہ عنہ کو "اسد اللہ" کا لقب دیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کا حکم

Marfat.com

دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے وہاں تمہارے لئے بھائی اور امن والے گھر بنائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ملتے ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنا شروع کر دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھی تک ہجرت نہ کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کی جانب سے وحی کے انتظار میں تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سمیت چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکہ مکرمہ میں باقی رہ گئے تھے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جلدی نہ کرو ہو سکتا ہے کہ اللہ عزوجل نے تمہارے لئے کوئی نیک ہم سفر لکھا ہو۔ پھر جب حکم الٰہی آن پہنچا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر لٹایا اور خود حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے۔ مشرکین مکہ نے اس رات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے کا ارادہ کر رکھا تھا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اس ارادہ سے قبل ہی گھر سے نکل گئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر آرام فرما رہے ہیں اور اس وقت یہ بستر موت کا بستر ہے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر عمل کیا اور بے نیاز ہو کر اس بستر پر لیٹے رہے۔

ہجرت مدینہ کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب سے لاڈلی اور پیاری بیٹی خاتونِ جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح آپ رضی اللہ عنہ سے کیا۔ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بطن سے آپ رضی اللہ عنہ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں تولد ہوئیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کیا تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ بابا جان! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نکاح اس شخص کے ساتھ کیا ہے جس کے پاس نہ اپنا گھر ہے نہ کوئی مال! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بیٹی! میں نے تیرا نکاح اس شخص کے ساتھ کیا ہے جو علم و فضل

Marfat.com

میں دیگر مسلمانوں سے بڑھ کر ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قد میانہ، رنگ گندم گوں، آنکھیں بڑی بڑی، سینہ چوڑا اور جلد پر بال کثرت سے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے بازو اور پنڈلیوں پر گوشت زیادہ تھا اور جسم مبارک قدرے فربہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے کندھے چوڑے اور مضبوط تھے اور سر مبارک کے بال قدرے کم تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ریش مبارک گھنی تھی اور جو کوئی آپ رضی اللہ عنہ کے سراپا کو دیکھتا تھا وہ اس میں کھو جاتا تھا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سادہ لباس زیب تن فرماتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کا لباس دو چادروں سے زیادہ نہ ہوتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ سر مبارک پر ہمیشہ عمامہ شریف باندھے رکھتے تھے۔

غزوۂ خیبر کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کہ میں علم اس شخص کو عطا کروں گا جس سے اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم محبت کرتے ہیں اور وہ بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے۔ اللہ عزوجل اس شخص کے ہاتھوں قلعہ فتح فرمائے گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں علم عطا کیا۔

غزوۂ خیبر سے واپسی کے وقت صہبا کے مقام پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لشکر اسلام کے ہمراہ آرام کی غرض سے رکے تو عصر کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی گود میں سر رکھ کر سو گئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز ادا نہ کی تھی اور پھر سورج غروب ہو گیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے آرام کرنا مناسب نہ سمجھا۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھلی تو انہوں نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پریشان دیکھ کر دریافت کیا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیوں غمگین ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میری عصر کی نماز قضا ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا فرمائی اور یوں سورج دوبارہ لوٹ آیا اور حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نمازِ عصر ادا کی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

Marfat.com

سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا اور یوں آپ رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اجتماعی طور پر مسلمانوں کو پہلا حج کروایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر فرمایا' حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو نقیب اسلام مقرر فرمایا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو معلم بنایا اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنی طرف سے قربانی کے لئے بیس اونٹ بھی دیئے۔

فتح مکہ کے وقت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر چڑھے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! تمام پردے ہٹ چکے ہیں اور میرا سر عرش کے قریب ہے اور آسمان کی ہر چیز تک میری رسائی آسان ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تمہیں جو کام کہا گیا ہے تم وہ کرو۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بت کو توڑ دیا اور چھلانگ لگا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں سے نیچے اتر آئے اور کہنے لگے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اتنی بلندی سے چھلانگ لگائی لیکن مجھے کچھ تکلیف نہ ہوئی؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تجھے کیسے تکلیف ہوسکتی تھی جبکہ تو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کندھوں پر تھا اور تجھے اتارنے والا جبرائیل (علیہ السلام) تھا۔

بخاری شریف کی روایت ہے کہ غزوۂ تبوک کے لئے روانہ ہوتے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی مرتبہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ نہیں رکھا اور انہیں مدینہ منورہ میں اہل بیت کی حفاظت کی ذمہ داری سونپی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابھی مدینہ منورہ سے لشکر لے کر نکلے تھے کہ منافقوں نے باتیں کرنی شروع کردیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر نہیں گئے کیونکہ انہیں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صحبت ناگوار گزرتی ہے۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہوکر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موضع شرف میں پہنچے اور تمام معاملہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

گوش گزار کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تمہارا مقام میرے نزدیک ایسا ہو جیسے ہارون (علیہ السلام) کا موسیٰ (علیہ السلام) کے نزدیک تھا اور فرق یہ ہے کہ ہارون (علیہ السلام) پیغمبر تھے جبکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ذوقِ عبادت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا اور بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔ ایک مرتبہ کسی نے پوچھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت کیسی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ امانت کے ادا کرنے کا وقت ہے اور یہ وہ امانت ہے جسے زمین و آسمان بھی اٹھانے سے قاصر تھے اور میں بھی اس وجہ سے کانپ اٹھتا ہوں کہ کہیں میں اس امانت کا حق صحیح طریقے سے نہ ادا کر پاؤں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے انصار اور مہاجرین کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا تو حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا مگر میرے ساتھ ایسا کچھ نہیں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ عزوجل ابوبکر (رضی اللہ عنہ) پر رحمت فرمائے جس نے اپنی بیٹی کے ساتھ میرا نکاح کیا اور مجھے مدینہ منورہ لائے۔ انہوں نے بلال (رضی اللہ عنہ) کو آزاد کروایا۔ اللہ عزوجل عمر (رضی اللہ عنہ) پر رحمت فرمائے جس نے ہمیشہ حق بات کہی اور حق کا ساتھ دیا۔ اللہ عزوجل عثمان (رضی اللہ عنہ) پر بھی رحمت فرمائے جس کی حیاء سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل علی (رضی اللہ عنہ) پر بھی رحمت فرمائے جو ہمیشہ حق کا ساتھ دیتے رہے۔ میں روزِ محشر اس طرح آؤں گا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) میری دائیں جانب، عمر (رضی اللہ عنہ) میری بائیں جانب، عثمان (رضی اللہ عنہ) میرے پیچھے اور علی (رضی اللہ عنہ) میرے آگے ہوں گے۔ ایک اعرابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! کیا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ میں اتنی طاقت ہوگی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا علم علی (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ میں ہوگا اور تمام خلائق میرے اس علم کے نیچے ہوں گے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میں گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ' آپ کی دائیں اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب گود میں تشریف فرما ہیں جبکہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تشریف فرما ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھ کر فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! حسن (رضی اللہ عنہ) اور حسین (رضی اللہ عنہ) دونوں میزان کے پلڑے ہیں جبکہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) اس کا ترازو ہے اور ترازو دو پلڑوں پر ہی قائم رہتا ہے جبکہ تم روزِ محشر لوگوں کا اجر تقسیم کرو گے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سائل آیا اور سوال کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اپنی ماں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ میں نے انہیں جو چھ درہم دیئے ہیں ان میں سے ایک درہم دے دیں۔ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ گئے اور آ کر کہا کہ والدہ کہتی ہیں کہ وہ چھ درہم آپ رضی اللہ عنہ نے آٹے کے لئے رکھ چھوڑے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آدمی کا ایمان سچا نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس بندہ کو اس چیز پر جو اللہ کے قبضہ میں ہے زیادہ اعتماد نہ ہو بہ نسبت اس چیز کے جو کہ بندہ کے قبضہ میں ہے۔ تم جا کر اپنی ماں سے کہو کہ وہ چھ درہم دے دیں۔ چنانچہ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے وہ چھ درہم بجھوا دیئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ چھ کے چھ درہم اس سائل کے حوالے کر دیئے۔ ابھی آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں داخل بھی نہ ہوئے تھے ایک شخص آیا اس کے پاس ایک اونٹ تھا اور وہ اس اونٹ کو بیچنا چاہتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے کہا کہ وہ یہ اونٹ کتنے میں بیچنا چاہتا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ میں اسے ایک سو چالیس درہم میں فروخت کروں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس اونٹ کو ادھر باندھ دو مگر ایک شرط پر کہ میں اس کی قیمت کچھ دیر میں ادا کروں گا۔ اس شخص نے رضامندی ظاہر کر دی اور اونٹ باندھ کر چلا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ ابھی

Marfat.com

کھڑے ہی تھے کہ ایک اور شخص آیا اور اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ یہ اونٹ کس کا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اونٹ میرا ہے۔ اس شخص نے کہا: کیا آپ رضی اللہ عنہ کا ارادہ اسے بیچنے کا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ اس شخص نے قیمت پوچھی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے اونٹ کی قیمت دوسو درہم بتائی۔ اس آدمی نے دوسو درہم دے کر وہ اونٹ لے لیا۔ کچھ دیر بعد وہ شخص آیا جس سے آپ رضی اللہ عنہ نے اونٹ لیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے ایک سو چالیس درہم دیئے اور ساٹھ درہم لے کر حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور انہیں وہ ساٹھ درہم دے دیئے۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ یہ کہاں سے آئے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ وہ ہیں جس کا اللہ عزوجل نے وعدہ کیا ہے اور ہم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو اللہ عزوجل کی راہ میں ایک خرچ کرے گا اسے دس ملیں گے میں نے اس سائل کو چھ درہم دیئے اور اللہ عزوجل نے مجھے ان کے عوض ساٹھ درہم دے دیئے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن بھیجا تو آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک نہایت مشکل مقدمہ آیا جس میں ایک ایسی عورت پیش ہوئی جس نے ایک ماہ کے اندر تین مردوں کے ساتھ خلوت کی تھی اور اب اس کے ہاں ایک بچے کی پیدائش ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس بچے کی دیت کے تین حصے کئے اور پھر قرعہ ڈالا وہ قرعہ جس شخص کے نام نکلا آپ رضی اللہ عنہ نے وہ بچہ اس شخص کے حوالے کر دیا جبکہ باقی دونوں اشخاص کو دیت کے تین حصوں کے دو حصے کر کے دے دیئے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب آپ رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کی خبر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا دیئے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی ساری زندگی رزقِ حلال کما کر کھایا۔ آپ رضی اللہ عنہ محنت مزدوری میں کچھ عار محسوس نہ کرتے تھے۔ ایک مرتبہ گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے اطراف میں تشریف لے گئے۔ ایک بوڑھی عورت نے آپ رضی اللہ عنہ کو کھیت میں پانی لگانے کے عوض چند کھجوریں بطورِ مزدوری دینے کے لئے کہا جسے آپ رضی اللہ عنہ نے قبول کر لیا۔ آپ رضی اللہ عنہ شہنشاہ فقر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ بظاہر خالی لیکن باطنی طور پر زہد وتقویٰ

Marfat.com

قناعت وصبر کے خزانوں سے بھرپور تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ جب خلیفہ بنے تو آپ رضی اللہ عنہ دن میں صرف دومرتبہ کھانا کھاتے تھے اوراس چیز سے کھانا کھاتے جو مدینہ منورہ سے آتی تھی۔

ایک مرتبہ ایک یہودی حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کی داڑھی مختصر تھی۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی داڑھی گھنی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کا دعویٰ ہے کہ قرآن مجید جامع العلوم ہے اگر قرآن مجید جامع العلوم ہے تو کیا قرآن مجید میں آپ رضی اللہ عنہ کی گھنی داڑھی اور میری مختصر داڑھی کا علم موجود ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی آیت ذیل کی تلاوت فرمائی:

''جواچھی زمین ہے اس کا سبزہ اللہ کے حکم سے خوب نکلتا ہے اور جو خراب زمین ہے اس میں سے تھوڑا مشکل سے نکلتا ہے۔''

پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے یہودی! وہ اچھی زمین میری تھوڑی ہے جبکہ خراب زمین تیری ٹھوڑی ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر بجلی بن کر گری۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بچپن سے جس شخصیت کو دیکھا اوران کی آغوش میں اپنی زندگی کے شب وروز بسر کئے۔ جن کے لئے آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی جان کو وقف کر دیا اور جن کی خدمت آپ رضی اللہ عنہ کی زندگی کا حاصل تھی وہ اب اس دنیا سے پردہ فرما گئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان کے دیگر افراد کے ہمراہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا اور قبر مبارک میں اتارا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے قبل حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ)! آج کے بعد تم مجھے حوضِ کوثر پر ملو گے اور میرے بعد تم پر بے شمار مصائب نازل ہوں گے تم ان مصائب کو صبر کے ساتھ مقابلہ کرنا اور جس وقت لوگ دنیا اختیار کریں تم آخرت اختیار کرنا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ متفقہ طور پر خلیفہ اول منتخب ہوئے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی دیگر اکابرین کی طرح آپ

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت کی۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام اہم امور میں آپ رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے وقت آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس وقت دین اسلام کی تصدیق کی جب سب اسے جھٹلاتے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ نے اس وقت دین اسلام کی مدد فرمائی جب اس کی مدد کرنے والا کوئی نہ تھا۔

ایک موقع پر حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری و قرابت کا لحاظ مجھے اپنی قرابت داری سے زیادہ محبوب اور مقدم ہے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جب حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ کلام سنا تو فرمایا کہ بے شک حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت و شرافت ہم سب سے زیادہ ہے۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مفتی اعظم کے عہدہ پر فائز کیا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح تمام اہم امور میں آپ رضی اللہ عنہ سے مشاورت کرتے تھے۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر جب قاتلانہ حملہ کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام بطور خلیفہ پیش کیے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب شہادت سے سرفراز ہوئے تو حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے دیگر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ آپ رضی اللہ عنہ کو قبر مبارک میں اتارا۔

حضرت ابوجعفر خلدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ان کی بیٹی کے رشتہ کے بارے میں بات چیت کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ام کلثوم (رضی اللہ عنہا) ابھی چھوٹی ہے اور میں نے اپنی بیٹیوں کو حضرت سیّدنا

Marfat.com

جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کے لئے روک رکھا ہے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! روئے زمین پر ام کلثوم (رضی اللہ عنہا) سے کرامت و بزرگی کا اتنا منتظر کوئی نہیں ہے جتنا کہ میں ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حامی بھر لی اور اپنی بیٹی حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے چالیس ہزار درہم مقرر کیا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح اس لئے کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بروزِ محشر تمام نسب اور تعلق ختم ہو جائیں گے مگر میرا نسب اور تعلق قائم رہے گا۔ چنانچہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کے لئے ان سے نکاح کیا اگرچہ میری بیٹی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں رہی مگر یہ تعلق اس سے کہیں بہتر ہے۔ حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دو بچے حضرت رقیہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہم تولد ہوئے۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو متفقہ طور پر خلیفہ مقرر کیا گیا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بلا تامل آپ رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ' حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی مفتی اعظم کے عہدہ پر فائز رہے۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی ہر معاملہ میں آپ رضی اللہ عنہ کی رائے کو فوقیت دی۔ جس وقت بلوائیوں نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا اس وقت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں شہزادوں حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو ان کی حفاظت کے لئے مامور فرمایا۔ پھر جب بلوائی حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کی دوسری جانب سے کود کر اندر داخل ہو گئے اور انہیں شہید کر دیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں صاحبزادوں کو سخت سست کہا۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک شخص نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے کہا کہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ (نعوذ باللہ) جہنمی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تجھے کیسے

Marfat.com

معلوم ہوا؟ اس نے کہا کہ انہوں نے نئی بات ایجاد کی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تیری کوئی بیٹی ہو تو کیا تو اس کی شادی بغیر مشورہ کیے ہوئے کرے گا؟ اس نے کہا: ہرگز نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو کیا میری رائے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے جو انہوں نے اپنی دو بیٹیوں کے بارے میں کی اس سے بہتر ہو سکتی ہے اور تو مجھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات بھی بتا کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کا ارادہ فرماتے تھے تو اللہ عزوجل سے رجوع کرتے تھے یا نہیں؟ اس شخص نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رجوع کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر کی رائے دی یا نہیں۔ اس نے کہا: بے شک اللہ عزوجل نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خیر کی رائے دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو پھر تو مجھے بتا کہ کیا اللہ عزوجل کی رائے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں بیٹیوں کی شادی کے معاملے میں درست نہ تھی اور اگر تو نے کبھی دوبارہ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی تو میں تیری گردن اڑا دوں گا۔

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اصرار پر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے منصب خلافت قبول فرمایا۔ جس وقت حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ منصب خلافت پر فائز ہوئے وہ دور شدید مصائب کا دور تھا۔ مسلمان گروہوں میں بٹ چکے تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی خلافت کا اعلان کر دیا تھا اور کئی اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کے ہاتھ پر بھی بیعت کر چکے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے جن مصائب کی نشاندہی فرمائی تھی وہ مصائب اب سامنے آچکے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے دوران غلط فہمی کی بنا پر جنگ جمل کا واقعہ پیش آیا جس میں دونوں جانب سے بے شمار مسلمان شہید ہوئے۔

حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خلافت کا قطعی شوق نہیں تھا۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ دورانِ خلافت بصرہ میں تشریف لائے تو حضرت ابن الکواء اور حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہم نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

دریافت کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو گے اس میں کہاں تک سچائی ہے؟ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ بات قطعی غلط ہے' حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ سے اس قسم کا کوئی وعدہ نہیں کیا تھا۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ مجھ سے اس قسم کا کوئی وعدہ کرتے تو میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق' حضرت سیّدنا عمر فاروق اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو منبر رسول پر نہ چڑھنے دیتا خواہ اس معاملہ میں میرا کوئی اور ساتھ نہ ہوتا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے بحالت مرض وصال فرمایا اور اپنے مرض کے دوران حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امام مقرر فرمایا جس سے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی تصدیق ہوئی اور حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بلاشبہ حضور نبی کریم ﷺ کے بہترین جانشین تھے۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے وصال کے وقت حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کیا اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ' حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صحیح جانشین اور سنت نبوی ﷺ پر سختی سے عمل درآمد کرنے والے تھے اور انہوں نے خلیفہ بننے کے بعد منصب خلافت کا بھرپور حق ادا کیا۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا جب وقت شہادت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھ سمیت چھ افراد کو خلافت کے لئے نامزد کیا کیونکہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ کسی ایسے شخص کو خلیفہ نامزد کریں جس کے بارے میں انہیں جوابدہ ہونا پڑے اور انہوں نے اس مقصد کے لئے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) جو کہ خلافت کے بہترین امیدوار ہو سکتے تھے انہیں منصب خلافت سے باہر کر دیا۔ پھر ہم چھ ارکان کی مجلس منعقد ہوئی جس میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کر لی اور پھر میں نے بھی حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دست حق پر بیعت کی اور میرے جو حقوق تھے وہ میں نے ادا کرنے کے لئے بھرپور کوشش کی' ان کی قیادت میں جنگیں لڑیں' ان کے عطیات کو قبول کیا اور مجرموں کو شرعی سزائیں دیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مدینہ کو خیرباد کہا اور کوفہ روانہ ہو گئے اور کوفہ کو

Marfat.com

دارالخلافہ قرار دیا۔ کوفہ پہنچنے کے بعد جنگ صفین کا واقعہ پیش آیا جس میں ایک مرتبہ پھر بھاری تعداد میں مسلمانوں کا جانی نقصان ہوا۔ بعدازاں حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان معاہدہ طے پا گیا۔ معاہدے کے مطابق حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے زیر تسلط علاقہ پر اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے زیر تسلط علاقہ پر خلیفہ مقرر ہوئے۔ اس معاہدہ کے بعد ایک مرتبہ پھر فتنوں نے سر اٹھایا اور خارجیوں کا فتنہ اٹھ کھڑا ہوا۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ان فتنوں کی سرکوبی فرمائی اور اسی دوران موقع پا کر ایک خارجی ابن ملجم نے بوقت نمازِ فجر آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت خانہ جنگی، بغاوتوں اور شورشوں کی نظر رہا۔ آپ رضی اللہ عنہ کو ایک دن کے لئے بھی ملکی نظم ونسق کے قیام اور بیرونی فتوحات کی جانب توجہ کرنے کی فرصت نہ ملی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں تعمیری کام ایسے نظر نہیں آتے جیسا کہ دیگر خلفاء کے دور میں نظر آتے ہیں۔ ان تمام مشکلات کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت کئی کارناموں سے بھرپور ہے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے مقررہ کردہ گورنروں کی اخلاقی نگرانی بھی کرتے اور جب بھی کسی کو گورنر مقرر کرتے تو اس کو عوام الناس کے ساتھ حسن سلوک اور شفقت سے پیش آنے کا حکم دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو عراق کے گورنروں کی تحقیقات کا حکم دیا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر جائیں اور عراق کے ہر گورنر کی تحقیق کریں اور ان کے حالات کے متعلق انہیں آگاہ کریں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ کو اس جہانِ فانی سے کوچ فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ رضی اللہ عنہ کو دارالامارت کوفہ میں سپردِ خاک کیا گیا۔

Marfat.com

باہمی تعلقات

پست وہ کیسے ہو سکتا ہے جس کو حق نے بلند کیا
دونوں جہاں ہیں ان کا چرچا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

حضور نبی کریم ﷺ اور ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے باہمی تعلقات نہایت خوشگوار تھے۔ اگرچہ دونوں کی عمروں میں پندرہ برس کا فرق تھا مگر پھر بھی ذہنی ہم آہنگی بے مثل تھی۔ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے شادی کے بعد اپنا تمام مال آپ ﷺ کو دے دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی اپنے تمام معاملات میں آپ رضی اللہ عنہا سے مشورہ کرتے تھے اور ان کے مشوروں کو اہمیت دیا کرتے تھے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ہر مشکل اور آزمائش کے وقت میں حضور نبی کریم ﷺ کی دلجوئی کرتیں۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر اچھے لفظوں میں کیا کرتے تھے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان کی ہے کہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد ان کی بہن حضرت ہالہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ کسی کام سے حضور نبی کریم ﷺ سے ملنے آئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی آواز سنی تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کیونکہ ان کی آواز ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملتی تھی۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو کہ اس وقت آپ ﷺ کے پاس تشریف فرما تھیں کہنے لگیں کہ آپ ﷺ ایک بوڑھی عورت کے لئے روتے ہیں جبکہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو کثیر ازواج سے نوازا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! انہوں نے

Marfat.com

میری اس وقت تصدیق کی جب سب نے میری تکذیب کی اور وہ اس وقت اسلام لائیں جب سب کافر تھے اور انہوں نے اس وقت میری مدد کی جب میری مدد کرنے والا کوئی نہ تھا اور میری تمام اولاد انہی کے بطن سے ہوئی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ رشک ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا حالانکہ میری شادی سے قبل آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو چکا تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر آپ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کوئی جانور ذبح کرتے تو اس کا گوشت ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں اور عزیز واقارب کو ضرور بھیجا کرتے تھے۔

۲ھ میں جب حق و باطل کے درمیان پہلا معرکہ میدانِ بدر میں پیش آیا اور اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو غلبہ عطا فرمایا تو حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ جو کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کے شوہر تھے وہ بھی قیدی بن کر آئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جوان قیدیوں کے قرابت دار تھے انہوں نے ان قیدیوں کی رہائی کے بدلہ میں فدیہ ادا کر کے ان کو آزاد کروا دیا۔ حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو جب حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے قید کی خبر ملی تو آپ رضی اللہ عنہا نے اپنا ہار جو کہ والدہ ماجدہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بوقت شادی آپ رضی اللہ عنہا کو دیا تھا وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا تا کہ اس کے بدلہ میں حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی رہائی عمل میں آسکے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب وہ ہار دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی پیاری بیوی یاد آ گئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو وجہ دریافت کی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ میری بیوی اور تمہاری ماں خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کا ہار ہے۔ یہ ہار میری بیٹی کے پاس میری بیوی کی نشانی ہے اگر تم کہو تو میں اس ہار کو لوٹا دوں اور ابوالعاص (رضی اللہ عنہ) کا فدیہ یہ ہو کہ وہ مکہ مکرمہ واپس جا کر میری بیٹی کو صحیح سلامت مدینہ منورہ بھیج دیں۔ صحابہ

Marfat.com

کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات پر سر تسلیم خم کر دیا۔ حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کو اس شرط پر رہا کر دیا گیا کہ وہ مکہ مکرمہ جا کر حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ بھیج دیں گے۔ آپ ﷺ نے اس مقصد کے لئے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ان کے ہمراہ بھیج دیا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ کے نواح میں جہاں آج مسجد عائشہ واقع ہے وہاں قیام کیا اور حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے حسب وعدہ اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو ان کے پاس بھیج دیا جہاں سے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو لے کر مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جب حضور نبی کریم ﷺ کی زوجیت میں آئیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے دیگر امور سے قطع تعلق اختیار کر کے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت کو اپنا شعار بنالیا۔ آپ رضی اللہ عنہا حتیٰ الامکان کوشش کرتیں کہ کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے آپ ﷺ کی دل آزاری ہو۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے وفا اس طرح کی کہ آپ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں کسی دوسری عورت کو حق زوجیت عطا نہیں فرمایا۔ جس وقت ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا اس وقت ان کی عمر قریباً ۶۵ برس تھی اور حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک قریباً پچاس برس تھی۔ اس وقت عرب میں رواج عام تھا کہ ایک شخص کی کئی کئی بیویاں ہوتی تھیں مگر حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ضعف کے باوجود کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں کیا۔

Marfat.com

بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضور نبی کریم ﷺ نوجوانی سے ہی اہل مکہ میں صادق اور امین کے لقب سے مشہور تھے۔ لوگ آپ ﷺ کے امانتیں رکھوایا کرتے تھے۔ جب حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک کا چالیسواں سال شروع ہوا تو آپ ﷺ تنہائی پسند ہو گئے۔ آپ ﷺ عبادت کے لئے مکہ مکرمہ کے نواح میں واقعہ جبل حرا کی ایک غار میں جانے لگے جو تاریخ میں غارِ حرا کے نام سے مشہور ہے۔ آپ ﷺ کئی کئی دن اس غار میں تنہا رہتے اور عبادتِ الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اس دوران کھانے پینے کی اشیاء آپ ﷺ تک اس غار میں پہنچاتی تھیں۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ جو بھی خواب دیکھتے اس کی تعبیر فوراً ظاہر ہو جاتی تھی۔ غارِ حرا میں عبادت کے انہی دنوں میں حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی وحی لے کر آئے اور آپ ﷺ حق کے ساتھ مبعوث فرمائے گئے۔

حضور نبی کریم ﷺ پر پہلی وحی کے ساتھ لرزہ طاری ہو گیا۔ آپ ﷺ اسی حالت میں گھر تشریف لائے اور ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کو کمبل اوڑھا دیا۔ کچھ دیر بعد جب حضور نبی کریم ﷺ کی کپکپی ختم ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہا نے ان سے وجہ دریافت کی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرشتے کی آمد کا ذکر کیا اور فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کی بات سن کر کہا کہ آپ ﷺ کو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! آپ ﷺ رسوا نہیں ہوں گے، آپ ﷺ رشتہ داروں کے ساتھ بہترین سلوک کرنے والے ہیں، آپ ﷺ دوسروں

Marfat.com

کا بوجھ خود اٹھاتے ہیں' آپ ﷺ غریبوں اور ناداروں کا خیال رکھتے ہیں' آپ ﷺ صادق اور امین ہیں اور حق کے لئے تمام صعوبتیں برداشت کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو جس منصب کے لئے چنا ہے اس میں آپ ﷺ کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔

ورقہ بن نوفل سے ملاقات:

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل میں ایک مرتبہ بیت اللہ شریف کے صحن میں بیٹھا تھا اور میرے ہمراہ زید بن عمرو بھی تھا۔ اس دوران ایک شاعر امیہ بن ابی صلعت وہاں سے گزرا اور اس نے زید کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ خیر کے متلاشی کیسے ہو؟ زید نے کہا کہ میں خیریت سے ہوں۔ امیہ بن ابی صلعت کہنے لگا کہ کیا تم نے اسے پالیا؟ زید نے کہا کہ نہیں۔ پھر امیہ بن ابی صلعت نے شعر پڑھا جس کا مفہوم تھا کہ قیامت کے دن تمام دین مٹ جائیں گے اور ایک دین باقی رہ جائے گا جس کا فیصلہ اللہ عزوجل کرے گا۔ پھر امیہ بن ابی صلعت کہنے لگا کہ زید! تمہیں جس کا انتظار ہے کیا وہ ہم میں سے ہوگا یا اہل فلسطین میں سے ہوگا؟ زید نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ میں امیہ بن ابی صلعت کی بات سننے کے بعد ورقہ بن نوفل جو کہ اہل کتاب کے عالم تھے ان کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا۔ ورقہ بن نوفل نے مجھ سے کہا کہ ہاں! بھتیجے ایک نبی کا انتظار ہے اور اہل کتاب اس بارے میں کہتے ہیں کہ اس کا تعلق عرب سے ہوگا اور اس کے آباؤ اجداد بہترین ہوں گے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا' حضور نبی کریم ﷺ کو لے کر اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس چلی آئیں۔ ورقہ بن نوفل کے متعلق گذشتہ صفحات میں بیان ہو چکا کہ وہ تورات اور انجیل کا عالم تھا۔ ورقہ بن نوفل نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی باتیں سنیں تو کہنے لگا کہ یہ تو وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھی آیا تھا۔ کاش میں اس وقت زندہ ہوتا جب آپ ﷺ کی قوم آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ سے نکال دے گی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب ورقہ بن نوفل کی باتیں سنیں تو آپ ﷺ کو یقین ہو گیا کہ

Marfat.com

مجھے جس منصب پر فائز کیا گیا ہے اس کی ذمہ داریاں سخت ہیں اور یہ راستہ کٹھن ہے۔اب میرے اپنے میرے مخالف ہو جائیں گے اور میری تکذیب کریں گے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا قبولِ اسلام:

اس واقعہ کے کچھ دنوں تک وحی کا سلسلہ بند رہا۔حضور نبی کریم ﷺ کی طبیعت میں ایک بے چینی عود آئی۔ایک دن آپ ﷺ گھر سے باہر نکلے تو کسی نے آپ ﷺ کو پکارا۔آپ ﷺ نے آسمان کی جانب نظریں اٹھا کر دیکھا تو وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔آپ ﷺ گھر واپس تشریف لائے اور ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو۔ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو کمبل اوڑھا دیا۔اس وقت آپ ﷺ پر سورۂ مدثر کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ان آیاتِ طیبات کے نزول کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کو باقاعدہ طور پر دین اسلام کی دعوت کا حکم دیا اور آپ ﷺ نے اس کا آغاز گھر سے کیا۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کی دعوت پر لبیک کہا اور آپ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرتے ہوئے ایمان کی سعادت سے بہرہ ور ہوئیں۔

ابتداء میں حضور نبی کریم ﷺ نے خفیہ طور پر دعوتِ تبلیغ شروع فرمائی۔آپ ﷺ کی زوجہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا۔ان کے علاوہ آپ ﷺ کی بچیوں نے دین اسلام قبول کیا۔آپ ﷺ کے دوست حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور ان کی وساطت سے حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔آپ ﷺ کے خادم حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔پھر کچھ دنوں کے بعد حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت ابوسلمہ عبداللہ، حضرت ارقم بن ارقم، حضرت عثمان مظعون، حضرت قدامہ، حضرت عبداللہ، حضرت ابوذر غفاری، حضرت صہیب رومی، حضرت عبیدہ بن الحارث، حضرت سعید بن زید، حضرت فاطمہ بنت خطاب، حضرت ام فضل اور حضرت اسماء

Marfat.com

بنت ابوبکر رضی اللہ عنہم نے بھی اسلام قبول کرلیا۔ ان کے علاوہ چند اور لوگ تھے جنہوں نے ابتداء میں آپ ﷺ کی رسالت کا اقرار کیا اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ دین اسلام قبول کرنے والے ان اولین افراد کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام افراد پہلے سے ہی حق کی تلاش میں تھے اور طبعاً صلح جو اور نیک عادات واطوار کے مالک تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضور نبی کریم ﷺ نے دعوتِ حق دی تو انہوں نے اسے قبول کرنے میں کوئی عار محسوس نہ کی۔

امام اعظم حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا جبکہ عورتوں میں سب سے پہلے اسلام ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے قبول کیا اور بچوں میں سب سے پہلے اسلام حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے قبول کیا تھا۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام:

ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے قبولِ اسلام کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ میں بعثت نبوی ﷺ سے قبل ملک یمن تجارت کی غرض سے روانہ ہوا۔ جب میں ملک یمن پہنچا تو وہاں ایک عالم دین جو کہ آسمانی کتابوں کا عالم تھا اس سے ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا کہ کیا تم حرم کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں! میں حرم کا رہنے والا ہوں۔ اس عالم نے پوچھا کہ کیا تم قریشی ہو؟ میں نے کہا کہ ہاں! میں قریشی ہوں۔ اس عالم نے پوچھا کہ کیا تمہارا تعلق بنوتیم سے ہے؟ میں نے کہا کہ ہاں! میرا تعلق بنوتیم سے ہے اور میں تیمی ہوں۔ پھر اس نے میرا نام دریافت کیا تو میں نے کہا کہ میرا نام عبداللہ (رضی اللہ عنہ) ہے۔ اس عالم نے کہا کہ عنقریب تم ایک نبی کے ساتھی بنو گے جو مبعوث ہونے والا ہے۔ چنانچہ جب میں سفر تجارت واپس لوٹا تو قریش کا ایک وفد مجھ سے ملاقات کے لئے آیا اور انہوں نے مجھے میرے کامیاب سفر پر مبارکباد دی اور کہا کہ تمہارے دوست محمد (ﷺ) بن عبداللہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور ہمارے آباؤ

Marfat.com

اجداد کے دین کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے۔ ہم تمہارے ہی انتظار میں تھے کہ تم آؤ اور اسے سمجھاؤ اور تمام معاملات کو درست کرو۔ میں اسی وقت حضور نبی کریم ﷺ کے گھر چلا گیا اور ان سے ملاقات کی اور کہا کہ مجھے خبر ملی ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور لوگوں کو ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے صحیح سنا ہے اللہ عزوجل نے مجھے نبوت سے سرفراز فرمایا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں کو اللہ واحد کی عبادت کی دعوت دوں' انہیں برے کاموں سے روکوں اور اللہ عزوجل کا پیغام ان تک پہنچاؤں۔ میں نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی باتیں سنیں تو کہا کہ بے شک آپ ﷺ جھوٹ نہیں بولتے اور آپ ﷺ ہی اس اعلیٰ منصب کے حقدار ہیں' آپ ﷺ ایماندار ہیں اور امانت میں خیانت نہیں کرتے۔ میں آپ ﷺ کے دست حق پر بیعت کرتا ہوں اور اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ اللہ ایک ہے اور آپ ﷺ اس کے رسول ہیں۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام:

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ابھی دس برس تھی کہ حضور نبی کریم ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کے زیر سایہ پرورش پا رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ اور ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو عبادت میں مصروف دیکھا تو حیرانگی سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہم اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں اور اللہ عزوجل نے مجھے نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور کفر و شرک کی مذمت کرنے اور توحید کی دعوت دینے کا حکم دیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی بات سنی تو حیران ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس بارے میں اپنے والد سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں اور مجھے فیصلہ کرنے میں مشکل پیش آ رہی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ)! تمہیں پورا پورا حق حاصل ہے کہ تم غور کرو لیکن اس بات کا ذکر ابھی تم کسی اور سے نہ کرنا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وعدہ کیا کہ میں اس بات کا ذکر کسی سے نہیں

Marfat.com

کروں گا۔ پھر جب آپ رضی اللہ عنہ اس رات سونے کے لئے لیٹے تو اللہ عزوجل نے آپ رضی اللہ عنہ کے قلب کو روشن کیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے والد سے مشورہ کئے بغیر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

مشرکین مکہ کے ظلم وستم:

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلانیہ دعوت دینے کا حکم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو کوہِ صفا سے پکارا: اے میری قوم! اگر میں تم سے کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے دشمن کا ایک لشکر موجود ہے اور تم پر حملہ کرنے کو تیار ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کر لو گے؟ سب نے بیک زبان ہو کر کہا: ہاں! ہم اس بات کا یقین کر لیں گے کیونکہ ہم نے تمہیں ہمیشہ سچا اور امانت دار پایا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو پھر میں تمہیں اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈراتا ہوں اور دعوتِ حق دیتا ہوں اگر تم لوگ ایمان لے آئے تو فلاح پاؤ گے اور اگر ایمان نہ لائے تو عذابِ الٰہی تم پر نازل ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سن کر قریش غصے میں آ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب لوگوں کو بھڑکا کر واپس لے گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے واپس جانے کے بعد حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اس شخص نے جلدی کی تم ایک دعوت کا انتظام کرو جس میں تم بنی عبدالمطلب کو دعوت دو۔ چنانچہ ایک دعوت کا انتظام کیا گیا جس میں بنی عبدالمطلب کو دعوت دی گئی۔ اس دعوت میں حضرت عبدالمطلب کے تمام بیٹے حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابوطالب اور ابولہب وغیرہ نے شرکت کی۔ اس دعوت میں چالیس کے قریب افراد شریک ہوئے۔ پہلے دن ابولہب کی گفتگو کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بات کرنے کا موقع نہ ملا۔ دوسرے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان کی دعوت کی اور کھانے کے بعد فرمایا کہ میں تم سب کے سامنے دنیا و آخرت کی بہترین نعمت پیش کرتا ہوں تم میں سے کون میرا ساتھ دے گا اور میرا مددگار بنے گا؟ اس موقع پر حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی کی آواز بلند نہ ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں سب سے چھوٹا ہوں اور کمزور ہوں لیکن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دوں گا اور آپ

Marfat.com

ﷺ کا محافظ بنوں گا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے آپ رضی اللہ عنہ کو بٹھا دیا اور ایک مرتبہ پھر دیگر حاضرین سے مخاطب ہوئے۔ اس مرتبہ بھی حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ پھر ہاتھ کے اشارے سے انہیں بٹھا دیا۔ جب تیسری مرتبہ کی دعوت پر بھی حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی کھڑا نہ ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے علی (رضی اللہ عنہ)! تم میرے وارث اور بھائی ہو۔ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی کم سنی اور ان کی جسمانی کمزوری کا ابولہب نے مذاق اڑانا شروع کر دیا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے جب اعلانیہ دعوت دی تو قریش نے انکار کیا اور آپ ﷺ کے جانی دشمن ہو گئے۔ اس موقع پر آپ ﷺ کے چچا حضرت ابوطالب نے آپ ﷺ کی حفاظت کا ذمہ اٹھایا اور حتیٰ الامکان آپ ﷺ کو قریش اور مشرکین مکہ کے ظلم وستم سے بچائے رکھا۔ آپ ﷺ کی بیوی ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی اس موقع پر آپ ﷺ کی ڈھارس بندھاتی اور حوصلہ دیتی رہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ جب کفار کی مجلسوں میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور انہیں دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے تو آپ ﷺ کا چچا ابولہب اس موقع پر آ جاتا اور لوگوں سے کہتا کہ میرا بھتیجا (معاذ اللہ) جھوٹا ہے تم اس کی بات پر توجہ نہ دو۔

روایات میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک بد بخت عقبہ بن ابی معیط آیا اس نے آپ ﷺ کے گلے میں چادر کا پھندا ڈالا اور اسے اتنی زور سے کھینچا کہ آپ ﷺ کا دم گھٹنے لگا۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس دوران تشریف لائے انہوں نے جب یہ منظر دیکھا تو آگے بڑھ کر عقبہ بن ابی معیط کو دھکا دیا اور کہا کہ تم ایک ایسے شخص کو مارتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز قریش کے کچھ لوگ بیت اللہ شریف میں جمع تھے اور میں بھی ان کے ہمراہ تھا اور ان کی باتیں سن رہا تھا۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ہم نے کسی شخص کو اس حد تک جاتے نہیں دیکھا جس حد تک محمد (ﷺ) چلے

Marfat.com

گئے ہیں۔ کسی شخص نے کبھی اپنی قوم پر نئی آفت نازل نہیں کی جو انہوں نے کر دی ہے۔ انہوں نے ہمیں بکھیر دیا ہے اور ہمارے آباؤ اجداد کے مذہب میں نقص نکالتے ہیں اور ہمیں بے وقوف جانتے ہیں۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور کعبہ کا طواف شروع کر دیا۔ جب آپ ﷺ مشرکین کے پاس سے گزرے تو انہوں نے آپ ﷺ پر آوازیں کسنا شروع کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو تمہارے پاس دین حق لایا ہوں۔ آپ ﷺ کی بات سن کر ان لوگوں نے سر جھکا لئے۔ حضور نبی کریم ﷺ چلے گئے تو مشرکین بھی بکھر گئے۔ اگلے روز وہ پھر وہیں اکٹھے بیٹھے تھے اور ایک دوسرے کو طعنہ دے رہے تھے کہ محمد (ﷺ) سب کے سامنے کہہ کر چلے گئے اور کوئی کچھ بھی نہ کر سکا۔ اس دوران حضور نبی کریم ﷺ پھر وہاں تشریف لائے۔ مشرکین غصہ سے آپ ﷺ پر جھپٹے کہ تم کیا کہتے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں صحیح کہتا ہوں اور پھر ان میں سے ایک آدمی آگے بڑھا اس نے آپ ﷺ کی چادر کا کونہ پکڑ لیا۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور حضور نبی کریم ﷺ اور ان مشرکین کے درمیان آ گئے اور کہنے لگے کہ تم ایک شخص کو اذیت دیتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب ایک اللہ ہے۔ مشرکین نے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مارنا شروع کر دیا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کا سر پھٹ گیا اور داڑھی خون سے سرخ ہو گئی۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ بیت اللہ شریف میں نماز ادا فرما رہے تھے جب آپ ﷺ سجدہ میں گئے تو مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کی گردن پر اونٹ کی اوجھڑی لاد دی۔ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جو کہ اس وقت بچی تھیں انہیں معلوم ہوا تو بھاگی ہوئی آئیں اور اس اوجھڑی کو ہٹانا شروع کر دیا۔ مشرکین مکہ اس وقت دور کھڑے تالیاں بجا کر ہنس رہے تھے۔ حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ان سے فرمایا کہ اللہ عزوجل عنقریب تمہیں تمہاری ان شرارتوں کی سزا دے گا۔

قریش کے سرداروں کی حضرت ابوطالب سے شکایت:

حضور نبی کریم ﷺ کی اعلانیہ دعوت کے بعد مشرکین مکہ اور قریش کے سرداروں

Marfat.com

میں ایک بے چینی کی سی کیفیت پائی جاتی تھی۔ قریش کے کچھ لوگ جو کہ صلح جو تھے وہ چاہتے تھے کہ معاملہ بات چیت کے ذریعے ختم ہو جائے۔ چنانچہ وہ ایک وفد کی صورت میں حضرت ابوطالب کے پاس گئے اور ان سے حضور نبی کریم ﷺ کی شکایت کی۔ حضرت ابوطالب نے انہیں سمجھا کر رخصت کر دیا۔ پھر کچھ دنوں بعد قریش کے چند سردار ایک مرتبہ پھر حضرت ابوطالب کے پاس آئے اور انہیں کہنے لگے کہ آپ اپنے بھتیجے کی حفاظت سے ہٹ جائیں اور اسے ہمارے حوالے کر دیں وہ ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے۔ حضرت ابوطالب نے جب قریش کے ان سرداروں کا یہ رویہ دیکھا تو سمجھ گئے کہ اب بات ان کی برداشت سے باہر ہو چکی ہے۔ آپ نے فی الوقت انہیں سمجھا کر بھیج دیا پھر جب حضور نبی کریم ﷺ آئے تو ان سے کہا کہ میرے پیارے بھتیجے! اپنے چچا کی اس سفید داڑھی پر ترس کھاؤ اور اس بڑھاپے میں مجھ پر مزید بوجھ نہ ڈالو۔ قریش کے تمام لوگ میری عزت کرتے ہیں اور وہ اسی وجہ سے تمہیں کچھ نہیں کہتے۔ تم اپنی اس دعوت کو کچھ دنوں کے لئے مؤخر کر دو۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب اپنے غمگسار چچا کی باتیں سنیں تو فرمایا کہ پیارے چچا جان! اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں تو میں دین اسلام کی تبلیغ سے باز نہیں آؤں گا۔ میں اس فرض کے لئے اپنی جان قربان کر دوں گا یہاں تک کہ اللہ عزوجل اپنے مذہب کو سرخرو کر دے۔ حضرت ابوطالب نے جب آپ ﷺ کی گفتگو سنی تو کہنے لگے کہ اے میرے پیارے بھتیجے! تم دین اسلام کی تبلیغ کرو جب تک میں زندہ ہوں میں کسی کو تمہاری جانب بڑھنے نہیں دوں گا۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کے اعلانِ نبوت کے بعد ہر مشکل گھڑی میں آپ ﷺ کا ساتھ دیا۔ جب لوگ حضور نبی کریم ﷺ کا مذاق اڑاتے، انہیں تنگ کرتے تو آپ رضی اللہ عنہا اس وقت حضور نبی کریم ﷺ کا حوصلہ بڑھاتی تھیں۔

Marfat.com

شعب ابی طالب میں محصوری

بعثت نبوی ﷺ کے ساتویں سال جب مشرکین مکہ نے دیکھا کہ دین اسلام روز بروز ترقی کرتا جارہا ہے اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جارہا ہے پھر حضرت سیّدنا حمزہ اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم جیسے ان کی بہادر اسلام قبول کر چکے ہیں تو ان کے مظالم میں اضافہ ہونا شروع ہوگیا۔ قریش نے حضور نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے خاندان کا بائیکاٹ کر دیا اور آپ ﷺ کو اپنے خاندان والوں سمیت ایک گھاٹی میں محصور کر دیا جو تاریخ میں شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہے۔ قریش نے حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے خاندان کا پانی بند کر دیا اور انہیں کھانے کے لئے کوئی خوراک میسر نہ تھی۔ قریش نے بنوہاشم کے لئے کڑی شرائط رکھیں۔

۱۔ بنی ہاشم کے خاندان میں کوئی شادی نہیں کرے گا۔

۲۔ بنی ہاشم کے ساتھ کسی قسم کی کوئی تجارت نہیں کی جائے گی۔

۳۔ کوئی شخص ان کے ساتھ باہمی تعلق یا ملاقات یا بات چیت نہیں کرے گا۔

۴۔ کوئی شخص ان کے پاس کھانے پینے کا کوئی سامان لے کر نہیں جائے گا۔

منصور بن عکرمہ نے اس معاہدہ کو تحریر کیا اور اس معاہدہ پر قریش کے تمام سرداروں نے دستخط کئے اور اس معاہدہ کو خانہ کعبہ کے اندر لٹکا دیا گیا۔ حضرت ابو طالب کو مجبوراً حضور نبی کریم ﷺ اور خاندان کے دیگر افراد کو لے کر مکہ مکرمہ کے نواح میں واقع ایک پہاڑ کی گھاٹی میں پناہ لینی پڑی جو بعد میں شعب ابی طالب کے نام سے مشہور ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ ﷺ کی بیٹیاں بھی تھیں۔

Marfat.com

ابولہب کے علاوہ بنو ہاشم کے وہ لوگ جنہوں نے دین اسلام قبول نہیں کیا تھا وہ بھی حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ تھے اور اس گھاٹی میں محصور ہوئے۔ سال کے چار حرمت والے مہینوں رجب، ذیقعدہ، ذوالحجہ اور محرم الحرام میں یہ لوگ اس گھاٹی سے باہر نکلتے اور کھانے پینے کی چیزوں کا بندوبست کرتے۔ گھاٹی میں محصور ہونے کی وجہ سے ان کے پاس پیسوں کی بھی کمی تھی اس دوران ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مال کے ذریعے بنو ہاشم اور مسلمانوں کی اعانت کی۔

حضور نبی کریم ﷺ اور ان کے خاندان کے بائیکاٹ سے جہاں آپ ﷺ اور خاندان کے دیگر افراد کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا وہاں جزیرہ نما عرب کے دیگر قبائل میں جو آپ ﷺ کی نبوت کے متعلق جانتے نہ تھے وہ آپ ﷺ کی نبوت اور بنی ہاشم کی مظلومیت سے واقف ہوئے اور ان میں حضور نبی کریم ﷺ سے ملاقات کا اشتیاق پیدا ہونا شروع ہوا۔ تین سال تک حضور نبی کریم ﷺ اپنے خاندان کے ہمراہ اس گھاٹی میں محصور رہے اور اس دوران درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرتے رہے۔

تین سال تک حضور نبی کریم ﷺ اور خاندان کے دیگر مصائب میں مبتلا رہے یہاں تک کہ قریش کے کچھ لوگوں کے دلوں میں رحم کا جذبہ بیدار ہو گیا اور انہوں نے اس ظالمانہ معاہدہ کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ ہشام بن عمرو، زہیر بن امیہ، مطعم بن عدی اور دیگر خانہ کعبہ میں گئے اور زہیر جو کہ حضرت عبدالمطلب کے نواسے تھے انہوں نے قریش کے دیگر سرداروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ہم لوگ تو عیش و آرام کی زندگی بسر کریں اور بنی ہاشم کے بچے بھوک پیاس سے بلبلاتے رہیں۔ اللہ کی قسم! جب تک اس ظالمانہ معاہدہ کو ختم نہیں کیا جائے گا میں چین سے نہیں بیٹھوں گا۔ ابوجہل نے جب یہ تقریر سنی تو غصہ سے بولا کہ تم اس معاہدہ کو ہرگز ہاتھ نہیں لگاؤ۔ زہیر نے ابوجہل کو للکارا تو ابوجہل خاموش ہو گیا۔ ابوالبختری نے ابوجہل سے کہا کہ ہم پہلے بھی اس ظالمانہ معاہدے کے حق میں نہ تھے اور اب اس کے پابند بھی نہیں ہیں۔

Marfat.com

روایات میں آتا ہے کہ تین سال کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا حضرت ابوطالب کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ جو معاہدہ مشرکین نے تحریر کیا تھا اسے دیمک چاٹ گئی ہے۔ حضرت ابوطالب نے جب آپ ﷺ کی بات سنی تو حیرانگی کا اظہار کیا کیونکہ تین سال سے حضور نبی کریم ﷺ خانہ کعبہ میں نہیں گئے تھے اور نہ وہاں سے کوئی انہیں ملنے آتا تھا۔ حضرت ابوطالب نے آپ ﷺ سے پوچھا: اے بھتیجے! تمہیں یہ بات کس نے بتائی؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ عزوجل نے یہ بات بتائی ہے۔ حضرت ابوطالب نے جب آپ ﷺ کی بات سنی تو کہنے لگے کہ اے بھتیجے! تو صحیح کہتا ہے اور تو کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ پھر حضرت ابوطالب گھاٹی سے نکلے اور چند افراد کے ہمراہ خانہ کعبہ پہنچے۔ قریش کے لوگ سمجھے کہ شاید معافی مانگنے اور ہماری شرائط کو تسلیم کرنے آئے ہیں۔ حضرت ابوطالب نے جاتے ہی ان سے کہا کہ وہ اس معاہدہ کو لے کر آئیں کیونکہ مجھے حضور نبی کریم ﷺ نے بتایا ہے کہ اس معاہدہ کو دیمک چاٹ گئی ہے۔ حضرت ابوطالب کی بات سن کر قریش کے لوگ خانہ کعبہ میں گئے اور جب اس معاہدے کو کھول کر دیکھا تو اسے واقعی دیمک چاٹ چکی تھی۔ مشرکین مکہ اور قریش کے سردار ابھی بھی حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا اقرار کرنے کو تیار نہ تھے وہ کہنے لگے کہ یہ ضرور محمد (ﷺ) کا کوئی جادو ہے۔ معاہدہ چونکہ دیمک چاٹ چکی تھی اس لئے شعب ابی طالب میں محصوری کے یہ تین سال ختم ہوئے اور حضور نبی کریم ﷺ اپنے خاندان کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں آ کر دوبارہ آباد ہوئے۔ منصور بن عکرمہ جس نے یہ معاہدہ تحریر کیا تھا اللہ عزوجل نے اس کے ہاتھ شل کر دیئے۔

Marfat.com

سیرتِ مبارکہ

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بچپن سے ہی نیک عادات کی مالک تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا گھرانہ لغویات اور فضول باتوں سے دور تھا اس لئے آپ رضی اللہ عنہا کی تربیت بھی اسی بہترین ماحول میں ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا زمانہ جاہلیت سے ہی طاہرہ کے لقب سے مشہور تھیں۔

دین سے لگاؤ:

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے والد اور دوسرے شوہر کے مرنے کے بعد تجارتی سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا بچوں کی کفالت بھی کرتیں اور ان کی تعلیم و تربیت کا بھی خاص خیال رکھتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا بچپن سے ہی بتوں سے شدید نفرت کرتی تھیں اور کبھی ان کی عبادت نہ کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے مال میں سے کثیر حصہ اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل سے تورات اور انجیل کو سنا کرتی تھیں اور ان کے مطالب و معانی پر غور کرتی تھیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہترین اخلاق کی وجہ سے نکاح کیا:

ابن اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ نے ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ان الفاظ کو بیان کیا ہے جو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کا پیغام دیتے وقت کہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اچھے اخلاق، دیانت وایمانداری اور سچائی کی بدولت پسند کرتی ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح کرنا چاہتی ہوں۔

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشورہ دینا:

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے شادی کے بعد اپنا تمام مال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنے تمام معاملات میں آپ رضی اللہ عنہا سے مشورہ کرتے تھے اور ان کے مشوروں کو اہمیت دیا کرتے تھے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل آزاری سے گریز:

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت میں آئیں تو آپ رضی اللہ عنہا نے دیگر امور سے قطع تعلقی اختیار کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کو اپنا شعار بنا لیا۔ آپ رضی اللہ عنہا حتیٰ الامکان کوشش کرتیں کہ کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دل آزاری ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلجوئی کرنا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھبرائے ہوئے گھر تشریف لائے۔ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے گھبراہٹ کی وجہ دریافت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے مجھے منصب نبوت پر فائز کیا ہے اور میرے پاس جبرائیل (علیہ السلام) آئے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سن کر کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ کی قسم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسوا نہیں ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رشتہ داروں کے ساتھ بہترین سلوک کرنے والے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسروں کا بوجھ خود اٹھاتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غریبوں اور ناداروں کا خیال رکھتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صادق اور امین ہیں اور حق کے لئے تمام صعوبتیں برداشت کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس منصب کے لئے چنا ہے اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔

بنو ہاشم کی اعانت کرنا:

قریش والوں نے جب بنو ہاشم کو شعب ابی طالب میں محصور کیا تو ام المومنین

Marfat.com

حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مال کے ذریعے بنو ہاشم اور مسلمانوں کی اعانت کی۔

حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا ماں کی طرح سادہ:

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا ابتداء سے ہی سادگی پسند تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی طرح حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی سادگی پسند کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ کسی عزیز کی شادی میں جاتے وقت آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی صاحبزادی کو بہترین کپڑے اور زیورات پہننے کے لئے دیئے تو حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا نے انہیں پہننے سے انکار کر دیا اور سادہ لباس کے ساتھ ہی اس شادی میں شرکت فرمائی۔

Marfat.com

فضائل ومناقب

آپ کے وہ احسان اور یہ ہماری نافرمانیاں
ہمیں تو شرم آتی ہے آپ کو منہ دکھاتے ہوئے

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی خیر خواہ اور بہترین مشیر تھیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کو بھی آپ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا ہر مشکل گھڑی میں حضور نبی کریم ﷺ کی دلجوئی کرتیں۔ حضور نبی کریم ﷺ بھی آپ رضی اللہ عنہا کا ذکر اچھے لفظوں میں کیا کرتے تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متعلق فرمایا کہ جب مشرکین کو میری باتیں ناگوار گزرتیں اور وہ مجھے تکلیف پہنچاتے تو اس وقت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) میری دلجوئی کرتیں اور میری ہمت بڑھاتی تھیں۔ ان کی اس دلجوئی سے میرے دل کو قرار آجاتا تھا۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا دین اسلام قبول کرنے والی پہلی خاتون ہیں اور آپ رضی اللہ عنہا اس وقت ایمان لائیں جب کوئی بھی ایمان نہ لایا تھا۔

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے روایت بیان کی ہے کہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد ان کی بہن حضرت ہالہ رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ کسی کام سے حضور نبی کریم ﷺ سے ملنے آئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کی آواز سنی تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے کیونکہ ان کی آواز ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ملتی تھی۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو کہ اس وقت آپ ﷺ کے پاس تشریف فرما تھیں کہنے

Marfat.com

لگیں کہ آپ ﷺ ایک بوڑھی عورت کے لئے روتے ہیں جبکہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو کثیر ازواج سے نوازا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا)! انہوں نے میری اس وقت تصدیق کی جب سب نے میری تکذیب کی اور وہ اس وقت اسلام لائیں جب سب کافر تھے اور انہوں نے اس وقت میری مدد کی جب میری مدد کرنے والا کوئی نہ تھا اور میری تمام اولاد انہی کے بطن سے ہوئی ہے۔

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت بیان کی ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے۔ اس وقت حضور نبی کریم ﷺ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ تشریف فرما تھے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! اللہ عزوجل نے حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں ایسے گھر کی بشارت دی ہے جو موتیوں سے بنا ہوگا اور اس میں کسی قسم کی مشقت نہ ہوگی۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ دنیا میں کوئی عورت ایسی نہیں سوائے ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے جن سے میں رشک کرتی ہوں اور میں چاہتی تھی کہ میں آپ رضی اللہ عنہا کی طرح حضور نبی کریم ﷺ کی محبوب ہو جاؤں۔ حضور نبی کریم ﷺ کو سب سے زیادہ پیار اپنی انہی زوجہ سے تھا اور حضور نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ وہ میری سب سے زیادہ خدمت کرنے والی، روزہ دار، تہجد گزار، عبادت گزار، میری غمگسار تھی اور میری تمام اولاد انہی سے تولد ہوئی اور وہ میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی ماں ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کی ہے۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ رشک ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا حالانکہ میری شادی سے قبل آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو چکا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ اکثر آپ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے تھے اور آپ ﷺ جب بھی کوئی جانور ذبح کرتے تو اس کا گوشت ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں اور عزیز و اقارب کو ضرور بھیجا کرتے تھے۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے زیادہ کلام میں سچا کوئی نہیں دیکھا ماسوائے ان کے پیدا کرنے والے یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام عورتوں میں افضل مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہن ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی عورتوں میں سب سے افضل ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ، حضرت سیّدہ فاطمہ الزہر، حضرت مریم بنت عمران اور حضرت آسیہ بنت مزاحم رضی اللہ عنہن ہیں۔

Marfat.com

عام الحزن

میرے آنسو بہت قیمتی ہیں
اس سے وابستہ ہیں ان کی یادیں
ان کی منزل ہے خاکِ مدینہ
یہ گوہر یونہی کیسے لٹا دوں

حضرت ابوطالب کا وصال:

حضور نبی کریم ﷺ بنو ہاشم اور خاندان کے دیگر افراد کے ہمراہ جب شعب ابی طالب سے واپس لوٹے تو کچھ روز تک آپ ﷺ مشرکین کے مظالم سے محفوظ رہے۔ اس دوران حضرت ابوطالب بیمار ہو گئے اور شعب ابی طالب سے واپسی کے آٹھ ماہ بعد ان کا وصال ہو گیا۔

حضور نبی کریم ﷺ کی دلی آرزو تھی کہ ان کے چچا حضرت ابوطالب ایمان سے سرفراز ہوں یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ وقتاً فوقتاً انہیں اسلام کی دعوت دیتے رہے تھے تا کہ آپ ﷺ کی حمایت اور دین اسلام کی بدولت وہ جنت الفردوس میں اعلیٰ مرتبہ کے حقدار ہوں۔ روایات میں آتا ہے کہ جب حضرت ابوطالب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو اس وقت حضور نبی کریم ﷺ آپ کے پاس تشریف لائے اور ایک مرتبہ پھر اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ حضرت ابوطالب نے جواباً کہا کہ اے بھتیجے! میں جانتا ہوں کہ تو میرا خیر خواہ ہے لیکن میں اس سے بھی ڈرتا ہوں کہ کہیں قریش والے یہ نہ کہنے لگیں کہ موت کے ڈر سے میں مسلمان ہو گیا۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ کے جانے کے کچھ دیر بعد آپ کا وصال ہو گیا۔

Marfat.com

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے وصال کی خبر دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جاؤ اور ان کی تجہیز و تکفین کا انتظام کرو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جنازے میں شمولیت اختیار کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس موقع پر فرما رہے تھے: اے میرے پیارے چچا! آپ نے میرے ساتھ صلہ رحمی کی اور میرے حق میں کبھی کوتاہی نہیں کی اللہ عزوجل اس کے بدلہ میں آپ کے ساتھ صلہ رحمی کرے اور آپ کو نیک اجر عطا فرمائے۔

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر ابھی اپنے ہر دلعزیز چچا کے وصال کا زخم تازہ تھا کہ چند دن بعد ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی وصال فرما گئیں۔ چند ہی دنوں میں دو غمگسار ہستیوں کے وصال نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غمگین کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال کو عام الحزن کا نام دیا۔

ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ۱۰ نبوی میں وصال فرمایا۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک پینسٹھ (۶۵) برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کو جنت المعلیٰ میں مدفون کیا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے ہاتھوں سے لحد میں اتارا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تدفین کے بعد گھر لوٹے تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا جو کہ ابھی بچی تھیں انہوں نے دریافت کیا کہ میری ماں کہاں ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گلے سے لگایا اور فرمایا کہ تمہاری ماں اس وقت جنت میں موتیوں کے بنے ہوئے محل میں آرام فرما رہی ہیں۔

۱۰ھ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب چالیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہمراہ حج کے لئے تشریف لے گئے۔ حج کے اس سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ امہات المومنین اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ، حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا، حضرت سیدنا امام حسن، حضرت سیدنا امام حسین اور حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ مکہ مکرمہ پہنچنے کے بعد اور طواف بیت اللہ سے فارغ

Marfat.com

ہونے کے بعد حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا اپنے شوہر حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اپنی والدہ ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر تشریف لے گئیں۔ ہجرت مدینہ کے بعد آپ رضی اللہ عنہا چونکہ پہلی مرتبہ مکہ مکرمہ تشریف لائی تھیں اور والدہ کے وصال کے بعد یہ پہلا موقع تھا کہ آپ رضی اللہ عنہا کی قبر پر حاضر ہوئی تھیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہا کی آنکھوں سے والہانہ آنسو جاری ہو گئے۔ والدہ کے وصال کے وقت آپ رضی اللہ عنہا چھوٹی تھیں مگر پھر بھی آپ رضی اللہ عنہا کو والدہ ماجدہ کا شفقت بھرا انداز یاد تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا جب والدہ کی قبر سے رخصت ہونے لگیں تو آپ رضی اللہ عنہا کا دل آنسو بہانے کی وجہ سے نرم ہو چکا تھا۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سوکنیں
(دیگر ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ام المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام ''سودہ'' ہے اور آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق قریش کے نامور قبیلہ عامر بن لوی سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح سکران رضی اللہ عنہ بن عمرو سے ہوا۔ جس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان کیا آپ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ہمراہ اسی وقت ایمان لے آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا شمار قبولِ اسلام کرنے والے ابتدائی لوگوں میں ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت سکران رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت کی۔ حبشہ جانے کے کچھ عرصہ بعد آپ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ہمراہ مکہ مکرمہ واپس آ گئیں۔ مکہ مکرمہ واپس آنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کے شوہر کا وصال ہو گیا۔

ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمگین رہنا شروع ہو گئے۔ اس دوران حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک غم خوار ساتھی کی ضرورت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! مجھے ایک غم خوار ساتھی چاہئے جو میرے گھر اور بچوں کو دھیان رکھ سکے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم کے کہنے پر ام المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام بھیجا جسے قبول کر لیا گیا اور یوں ام المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا چار سو درہم مہر کے ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آ گئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا' ام المومنین حضرت سیّدہ

Marfat.com

خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد دوسری عورت تھیں جو حضور نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا ۱۰ نبوی میں حضور نبی کریم ﷺ کے عقد میں آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادیوں کے ہمراہ ۱۳ھ میں مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ذریعے بلوایا۔ ۱۰ھ میں جب حضور نبی کریم ﷺ حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے تو آپ رضی اللہ عنہا بھی ہمراہ تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا سے پانچ احادیث مروی ہیں۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے سوا کسی عورت کو نہیں دیکھا کہ مجھے خیال ہوا ہو کہ ان کے قالب میں میری روح ہوتی۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا مزاج کی قدرے تیز تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی حضرت سکران رضی اللہ عنہ سے ایک اولاد عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ ہوئی جنہوں نے جنگ فارس میں شہادت حاصل کی۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں ام المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں درہموں سے بھری ہوئی ایک زنبیل بھیجی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے سمجھا کہ شاید اس میں کھجوریں ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے خادم سے اُس بارے میں دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ اس میں درہم ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اسے حکم دیا کہ یہ تمام درہم فوراً خیرات کردو میں سمجھی کہ کھجوریں ہوں گی درہم لے کر ہم کیا کریں گے؟

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا دراز قد اور فربہ مائل تھیں آپ رضی اللہ عنہا دوسروں سے چھپ نہیں سکتی تھیں۔ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ رات میں آپ ﷺ کے پیچھے نماز کے لئے کھڑی ہوگئی آپ ﷺ اس قدر دیر تک رکوع میں رہے کہ میں سمجھی کہ میری نکسیر پھوٹنے والی ہے۔ میں نے ایک ہاتھ سے اپنی ناک کو پکڑ لیا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے جب آپ رضی اللہ عنہا کی بات سنی تو مسکرا دیئے۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی بھی ایسا نہیں جس کے درجے میں مجھے ہونا سب سے زیادہ پسند ہو۔

ام المومنین حضرت سیّدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے امیر المومنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت کے اخیر میں وصال فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی تاریخ وصال اور سن وصال کے متعلق کتب سیر میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایثار کرتے ہوئے اپنے حصہ کی باری انہیں دے دی تھی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ رضی اللہ عنہا گوشہ نشین ہو گئیں اور کبھی گھر سے بلاضرورت باہر نہ نکلیں۔ حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو آپ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ پیار تھا اور آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیّدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو بچپن میں پالا تھا اور انہیں اپنی حقیقی بیٹی ہی سمجھتی تھیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا:

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نام ''عائشہ'' کنیت ''ام عبداللہ'' القابات ''حمیرا اور صدیقہ'' ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد بزرگوار کا نام حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے چار سال بعد ماہِ شوال میں تولد ہوئیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا بنت حکیم کے توسط سے حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کو حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا نے اس پیغام کو قبول کر لیا اور ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گیا۔ بوقت نکاح ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چھ برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کو یہ شرف بھی حاصل ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر ازواج میں سے واحد تھیں جو کنواری تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی رخصتی ہجرتِ مکہ کے بعد ہوئی۔ بوقت رخصتی

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک نو برس تھی۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کے بستر میں حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جس وقت وصال ہوا اس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک آپ رضی اللہ عنہا کی ہی گود میں تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے متعلق تمام شرعی مسائل آپ رضی اللہ عنہا سے بیان فرمائے جنہیں آپ رضی اللہ عنہا نے دیگر خواتین تک پہنچایا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں یہ بھی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک میں مدفون کیا گیا۔

حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جنگ جمل کا واقعہ پیش آیا جس میں مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان باہم لڑائی ہوئی۔ یہ جنگ غلط فہمی کی بناء پر ہوئی اور بے شمار مسلمان شہید ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہا چونکہ مسلمانوں کے ایک گروہ کی سالار تھیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہا کو اپنی تمام زندگی اس بات پر افسوس رہا کہ غلط فہمی کی بدولت بے شمار مسلمان شہید ہوئے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بوقت وصال وصیت فرمائی کہ مجھے جنت البقیع میں دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ مدفون کیا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے رمضان المبارک ۵۸ھ کو وصال فرمایا۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک سڑسٹھ (۶۷) برس تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور دیگر اکابرین نے آپ رضی اللہ عنہا کو قبر میں اتارا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی کنیت ام عبداللہ اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے نام سے تھی جو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے بیٹے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا کی علمی حیثیت کا اعتراف اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ کئی اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہا سے احادیث روایت کی ہیں۔

ترمذی شریف میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہمیں جب بھی

Marfat.com

کوئی شرعی مشکل پیش آتی اور اس کا کوئی شرعی حل سمجھ نہ آتا تو ہم ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان معلوم کرتے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام ''حفصہ'' ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد بزرگوار کا نام حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ' آپ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بھائی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ برس قبل تولد ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد بزرگوار کے اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی اپنے شوہر کے ہمراہ دین اسلام قبول کرلیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کی۔ ۲ھ میں غزوہ بدر میں حضرت خنیس بن خذافہ رضی اللہ عنہ شدید زخمی ہوگئے اور انہی زخموں سے آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوگیا۔

حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا تو حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار کرلی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو انہوں نے حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تمہاری صاحبزادی کے لئے ایک بہتر رشتہ ہے اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے لئے بھی ایک بہتر رشتہ ہے۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا اور حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا نکاح اپنی صاحبزادی حضرت سیّدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ' ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے فرمایا کہ جب تم نے مجھ سے ان کے نکاح کی خواہش ظاہر کی تو میں خاموش رہا اس لئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ان کا ذکر کیا تھا اور میں ان کا راز تم پر کبھی فاش نہیں کرنا چاہتا تھا۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا سے ساٹھ احادیث مروی ہے جنہیں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔

طبقات ابن سعد میں ام المومنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے اخلاق سے متعلق منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا صائم النہار اور قائل اللیل تھیں۔ ام المومنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے باہمی تعلقات نہایت خوشگوار تھے اور دونوں ایک دوسرے کا خیال رکھتی تھیں۔

صحیح بخاری شریف کی روایت ہے اور حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں کچھ اہمیت نہ دیتے تھے۔ دین اسلام نے عورتوں کو برابر کے حقوق عطا فرمائے۔ چنانچہ ایک مرتبہ میری بیوی نے مجھے کسی معاملہ میں رائے دی تو میں نے ان کو ڈانٹ دیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم میری بات کو برداشت نہیں کرتے جبکہ تمہاری بیٹی (حفصہ رضی اللہ عنہا) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برابر جواب دیتی ہے۔ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں فوراً اس کے پاس گیا اور اسے ڈانٹا کہ تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو برابر کے جواب دیتی ہو۔ میں تمہیں عذابِ الٰہی سے خبردار کرتا ہوں تم ان (ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) کی طرح نہ کرو جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے خود پر فخر کرتی ہیں۔

روایات میں آتا ہے کہ ام المومنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے نفلی روزہ رکھا۔ شام کو ہدیہ کے طور پر کچھ کھانا آیا تو آپ رضی اللہ عنہن نے روزہ افطار کرلیا۔ پھر جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ام المومنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بتانے سے قبل ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام واقعہ بیان کردیا کہ ہم نے نفلی روزہ رکھا تھا جب افطار کا وقت ہوا تو کچھ کھانا ہدیہ آگیا جس سے ہم نے روزہ افطار کرلیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس کفارے کے لئے ایک روزہ اور رکھ لو۔ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے

Marfat.com

آپ رضی اللہ عنہا کو پہلے کلام کرتے دیکھ کر کہا کہ حفصہ (رضی اللہ عنہا) مجھ سے کلام میں سبقت لے گئیں اور وہ سبقت کیوں نہ لیتیں آخر وہ اپنے باپ (حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ) کی بیٹی ہیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے تاریخ وصال کے بارے میں مختلف آراء موجود ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کو نمازِ جنازہ مروان نے پڑھائی جو اس وقت مدینہ منورہ کا گورنر تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور ان کے بیٹوں نے قبر مبارک اتارا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک جنت البقیع میں واقع ہے اور مرجع گاہ خلائق ہے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام ہند اور کنیت ام سلمہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق قریش کے مشہور خاندان بنومخزوم سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام ابوامیہ تھا جن کا شمار مکہ مکرمہ کے رؤساء میں ہوتا ہے اور وہ اپنی سخاوت کی وجہ سے مشہور تھے۔ ام المومنین حضرت سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ سے ہوا جو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے نام سے مشہور ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ' آپ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا ابتدائے اسلام میں ہی اپنے خاوند کے ہمراہ مشرف بہ اسلام ہوئیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند حضرت عبداللہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت کی اور پھر کچھ عرصہ بعد دوبارہ مکہ مکرمہ آ گئے۔ آپ رضی اللہ عنہا کو مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے والی پہلی خاتون کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ ۲ھ میں غزوۂ بدر میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے اور ان کا یہ زخم آہستہ آہستہ زہر میں تبدیل ہوتا چلا گیا جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ ۴ھ میں وصال فرما گئے۔ عدت کے بعد حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی خواہش ظاہر کی مگر آپ رضی اللہ عنہا نے انہیں کچھ جواب نہ دیا۔ پھر حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رشتہ لے کر گئے جسے آپ رضی اللہ عنہا نے قبول فرما لیا اور یوں آپ رضی اللہ عنہا' حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آ گئیں۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حضور نبی کریم ﷺ سے کوئی اولاد نہ تھی جبکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہا کی چار اولادیں تولد ہوئیں جن میں بڑے بیٹے کا نام سلمہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے بیٹے کا نام عمر رضی اللہ عنہ سے تھا جبکہ دو بیٹیاں درہ رضی اللہ عنہا اور زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا قرآن مجید کی تلاوت طرز کے ساتھ کرتی تھیں جسے حضور نبی کریم ﷺ بہت پسند کرتے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا سے ۳۸۷ احادیث مروی ہیں جنہیں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا سے علم حدیث حاصل کرنے والوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک کثیر جماعت شامل ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ازواج میں ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا علم میں کوئی ثانی نہ تھا اور خواتین کی ایک کثیر تعداد ان سے دین اسلام کے فرائض کے بارے میں آگاہی حاصل کرتی تھیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہایت حیادار تھیں۔ جب حضور نبی کریم ﷺ آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں آتے تو آپ رضی اللہ عنہا اس وقت اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کو گود میں لے کر بیٹھ جاتیں اور حضور نبی کریم ﷺ انہیں دیکھ کر واپس چلے جاتے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے رضاعی بھائی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو جب معلوم ہوا تو وہ آپ رضی اللہ عنہا سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ لے گئے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی زہد وتقویٰ کے ساتھ بسر کی۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بارے میں روایات میں آتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کے پاس سونے کا ایک ہار تھا حضور نبی کریم ﷺ سے جب سونے کی بابت احکام معلوم ہوئے تو اپنے اس ہار کو توڑ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے در پر کوئی بھی سوالی خالی ہاتھ نہ لوٹتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم ﷺ کی محبت میں ان کے موئے مبارک سنبھال کر رکھے ہوئے تھے جن کی زیارت اکثر و بیشتر لوگوں کو کرواتی رہتی تھیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی تاریخ وصال کے متعلق بھی کتب سیر

Marfat.com

میں مختلف آراء موجود ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں مدفون کیا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک مرجع گاہ خلائق خاص وعام ہے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام زینب اور کنیت ام الحکم ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق قریش کے نامور خاندان اسد بن خزیمہ سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اعلان نبوت کے کچھ عرصہ بعد ہی دین اسلام قبول فرمالیا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ بولے بیٹے حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کا تعلق قریباً ایک برس تک قائم رہا بالآخر کچھ اختلافات کی بناء پر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آپ رضی اللہ عنہا کو طلاق دے دی۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ہاتھ ہی اپنے نکاح کا پیغام حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو بھیجا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ میں استخارہ کے بغیر کچھ کام نہیں کرتی۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا مصلیٰ پر کھڑی ہوگئیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بارے میں وحی نازل ہوئی جس کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوگیا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حجاب کی آیت بھی آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت اتری۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نکاح کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو مکان کے باہر چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باہم گفتگو میں مشغول تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا ان کو دیکھ کر واپس چلے گئے۔ جب کچھ دیر بعد لوٹے تو وہ وہیں باہم گفتگو کر رہے تھے۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حجاب کی آیت نازل ہوئی جس میں اللہ عزوجل نے فرمایا کہ جب اللہ کے نبی تمہیں بلائیں تم چلے آؤ اور جب کھانا کھا چکو تو چلے جایا کرو اور باتوں میں مت بیٹھ جایا کرو۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے گھروں کے باہر پردے لٹکا دیئے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے گیارہ احادیث مروی ہیں۔ ام المومنین حضرت سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہا کے بارے میں فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہا نہایت نیک خو

Marfat.com

اور روزہ دار عورت تھیں۔ جبکہ ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کوئی عورت زینب (رضی اللہ عنہا) سے زیادہ دین دار اور پرہیز گار نہیں دیکھی۔

ام المومنین حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نہایت قانع اور صابر تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی فیاضی کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ جب آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مدینہ منورہ کے فقراء اور مساکین میں سخت کھلبلی پھیل گئی اور وہ پریشان نظر آنے لگے۔ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں آپ رضی اللہ عنہا کے پاس سالانہ نفقہ بھیجا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اس پر کپڑا ڈال کر اپنے خادم سے کہا کہ وہ اسے یتیموں اور بچوں میں تقسیم کر دے۔ جب تمام مال تقسیم ہو گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے اللہ عزوجل کے حضور دعا فرمائی کہ الٰہی! اس سال کے بعد مجھے عمر (رضی اللہ عنہ) کے عطیہ سے فائدہ نہ پہنچانا۔ چنانچہ اسی سال آپ رضی اللہ عنہا کا وصال ہو گیا۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام المومنین حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ تقویٰ والی، سب سے زیادہ سچ بولنے والی، رشتہ داروں سے عمدہ سلوک کرنے والی اور اللہ کی راہ میں بہت زیادہ خرچ کرنے والی تھیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کا وصال ۲۰ھ میں ہوا۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک قریباً ۵۳ برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور جنت البقیع میں سپردِ خاک کیا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک مرجع گاہ خلائق ہے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بنت خزیمہ:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام زینب (رضی اللہ عنہا) ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا چونکہ فیاضی میں بے مثل تھیں اس لئے ام المساکین کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوا جو غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ بعد ازاں آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ساڑھے بارہ اوقیہ چاندی حق مہر پر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی حیاتِ مبارکہ میں وصال فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہا ام المومنین حضرت سیّدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری زوجہ ہیں جنہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہی وصال فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی اور جنت البقیع میں مدفون کیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں بہت کم عرصہ رہیں اس لئے آپ رضی اللہ عنہا کے دیگر حالات وواقعات کے بارے میں کتب سیر یکسر خاموش ہیں۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک قریباً تیس برس تھی۔

ام المومنین حضرت سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام برہ تھا اور تعلق قبیلہ خزاعہ کے ایک خاندان بنو مصطلق سے تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح اپنے ہی خاندان کے ایک شخص مسافع بن صفوان سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے شوہر اور باپ دونوں ہی دین اسلام کے سخت دشمن تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر جب بنو مصطلق پر حملہ کیا گیا تو ان کے تمام مردوں کو قتل کر دیا گیا اور ان کی عورتیں، بچے اور بوڑھے قید کر لئے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہا بھی ان عورتوں میں شامل تھیں۔ جب مالِ غنیمت کو مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا، حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت ابن قیس رضی اللہ عنہ کو ۴ اوقیہ سونا دے کر آپ رضی اللہ عنہا کو لے لیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا اور آپ رضی اللہ عنہا کا نام "جویریہ" رکھا۔

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق زوجیت میں آئیں تو آپ رضی اللہ عنہا کے تمام خاندان بنو مصطلق کو رہا کر دیا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی تمام زندگی نہایت زہد وتقویٰ کے ساتھ بسر فرمائی۔ آپ رضی اللہ عنہا سے کچھ احادیث بھی مروی ہیں۔ ام المومنین حضرت سیّدہ جویریہ رضی اللہ عنہا کا وصال ۵۰ ھ میں ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں سپردِ خاک کیا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک مرجع گاہ خلائق ہے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام المومنین حضرت سیّدہ

Marfat.com

جویریہ رضی اللہ عنہا کے لہجہ میں شیرینی اور دلکشی پائی جاتی ہے کہ ملنے والے کے دل میں ان کی قدرو عزت بڑھ جاتی ہے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام زینب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہا واقعہ خیبر میں بطور مالِ غنیمت کے آئیں۔ جب مالِ غنیمت تقسیم ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصہ میں آئیں۔ چنانچہ وہ حصہ جو عرب میں بادشاہ یا پیشرو کو ملے اسے صفیہ کہتے ہیں اسی لئے آپ رضی اللہ عنہا، صفیہ کے نام سے مشہور ہوگئیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کے والد حضرت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت سیّدنا ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہا کو آزاد فرما کر آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بارے میں اسد الغابہ میں روایت ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نہایت عاقلہ تھیں جبکہ زرقانی میں منقول ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا نہایت عاقل، فاضل اور حلیم تھیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی۔ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہا نے دعا فرمائی کہ کاش مجھے یہ بیماری لگ جائے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی آپ رضی اللہ عنہا سے بے پناہ محبت تھی اور وہ آپ رضی اللہ عنہا کی ہر ضرورت کا خیال رکھا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہا رو رہی تھیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رونے کی وجہ دریافت فرمائی تو آپ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مجھ سے عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ ہم تمام ازواج سے افضل ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم روتی کیوں ہو تم ان سے کہہ دیتیں کہ میرے باپ حضرت ہارون علیہ السلام اور چچا حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے شوہر ہیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ مجھ میں اور ام

Marfat.com

المومنین حضرت سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا میں کچھ جھگڑا ہو گیا۔ میں نے ان کے باپ کو برا بھلا کہا اور انہوں نے میرے باپ کو برا بھلا کہا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو ام المومنین حضرت سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تم ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو برا کہہ رہی ہو۔

ام المومنین حضرت سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے کچھ احادیث بھی مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا حجرۂ مبارک مدینہ منورہ میں علم و عرفان کا مرکز تھا۔ عورتیں آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتیں اور مختلف شرعی مسائل دریافت فرماتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے ۵۰ ھ میں وصال فرمایا۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک قریباً ۶۰ برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں مدفون کیا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک مرجع گاہ خلائق ہے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے کسی عورت کو بھی آپ رضی اللہ عنہا سے بہتر کھانا پکانے والا نہیں دیکھا۔

ام المومنین حضرت سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام رملہ جبکہ کنیت ام حبیبہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام ابوسفیان رضی اللہ عنہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ۱۷ برس قبل تولد ہوئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح عبیداللہ بن جحش سے ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ہمراہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئیں۔ جب آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کے ہمراہ حبشہ کی جانب ہجرت فرمائی تو عبیداللہ وہاں جا کر عیسائی ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اسے سمجھانے کی بے حد کوشش کی مگر اس نے توبہ نہ کی۔ آپ رضی اللہ عنہا دین اسلام قبول کرنے کے بعد اس پر قائم رہیں۔ عبیداللہ نے عیسائی بننے کے بعد شراب نوشی شروع کر دی اور اسی حالت میں مر گیا۔

عبیداللہ کے مرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کے وقت آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک قریباً ۳۶ برس تھی۔ جس وقت مشرکین مکہ نے معاہدہ حدیبیہ کی خلاف ورزی کی اور اسے ختم کرنے کا اعلان کیا تو آپ رضی اللہ عنہا کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو کہ اس وقت مسلمان نہ ہوئے تھے وہ مدینہ منورہ

Marfat.com

تشریف لائے تاکہ معاہدہ کو بچا سکیں۔ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہا کے گھر قیام کیا اور جب وہ حضور نبی کریم ﷺ کے بستر پر لیٹنے لگے تو آپ رضی اللہ عنہا نے انہیں حضور نبی کریم ﷺ کے بستر مبارک پر لیٹنے سے منع فرما دیا۔

ام المومنین حضرت سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے قریباً ۶۵ احادیث مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ سے سنا کہ جو شخص روزانہ بارہ رکعت نفل نماز ادا فرمائے گا اس کے لئے جنت میں ایک گھر تعمیر کیا جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اس فرمانِ نبوی ﷺ کو سننے کے بعد تا زندگی بارہ رکعت نفل نماز کو اپنی زندگی کے معمولات میں شامل فرما لیا۔ آپ رضی اللہ عنہا فطرتاً نیک مزاج تھیں اور حضور نبی کریم ﷺ کی ہر ضرورت کا خیال رکھتی تھیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ۴۴ھ میں اپنے بھائی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں وصال فرمایا۔ بوقت وصال آپ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک قریباً ۷۳ برس تھی۔ آپ رضی اللہ عنہا کو جنت البقیع میں مدفون کیا گیا جہاں آپ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا:

آپ رضی اللہ عنہا کا نام میمونہ ہے اور آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق قبیلہ قریش سے ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے والد کا نام حارث بن حزن اور والدہ کا نام ہند بنت عوف ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی سے ہوا۔ نکاح کے کچھ عرصہ بعد ہی طلاق ہوگئی۔ بعدازاں آپ رضی اللہ عنہا کا دوسرا نکاح ابورہم بن عبدالعزیٰ سے ہوا جس نے ۷ھ میں انتقال فرمایا۔

۷ھ میں حضور نبی کریم ﷺ جب عمرہ کی نیت سے مکہ مکرمہ روانہ ہوئے تو وہیں حالت احرام میں آپ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہا' حضور نبی کریم ﷺ کی آخری زوجہ تھیں اور آپ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد حضور نبی کریم ﷺ نے کبھی نکاح نہیں کیا۔ آپ رضی اللہ عنہا سے ۴۶ احادیث مروی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ

Marfat.com

میری گود میں سر رکھ کر لیٹتے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت فرماتے تھے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میمونہ (رضی اللہ عنہا) اللہ عزوجل سے ڈرنے والی اور نہایت صلہ رحمی کرنے والی ہیں۔

ام المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ام المومنین حضرت سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا ہم سب میں سب سے زیادہ پرہیزگار اور متقی تھیں۔

ایک مرتبہ ایک عورت ام المومنین حضرت سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا کہ میں بیمار تھی تو میں نے منت مانگی کہ جب میں شفایاب ہو جاؤں گی اس وقت میں بیت المقدس جا کر نماز پڑھوں گی۔ اب میں بیت المقدس جا رہی ہوں اور آپ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ تم یہیں رہو اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھ لو کیونکہ یہاں نماز پڑھنے کا ثواب بیت المقدس اور دیگر مساجد میں نماز پڑھنے سے ہزار گنا زیادہ ہے۔

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہا نے کسی سے قرض لے لیا تو قرض دینے والے نے کہا کہ آپ رضی اللہ عنہا اس قرض کو کس طرح لوٹائیں گی؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب کوئی شخص اس نیت سے قرض لے کہ اس نے اس کو لوٹانا ہے تو اللہ عزوجل اس کے قرض کا خود ضامن ہوتا ہے۔

ام المومنین حضرت سیّدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے ۵۱ ھ میں وصال فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہا کا وصال مقامِ سرف میں ہوا جہاں سے آپ رضی اللہ عنہا رخصت ہو کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آئی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے پڑھائی اور جب آپ رضی اللہ عنہا کا جنازہ اٹھایا گیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جنازہ آہستہ سے لے کر چلو اور زیادہ حرکت نہ دو کیونکہ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ اور ہماری ماں کا جنازہ ہے۔

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسنون دعائیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے کہ میں اپنے بندے کے لئے ویسا ہی ہوں جیسا وہ میرے متعلق خیال کرتا ہے اور جب وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے مسند امام احمد میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل کیا ہے کہ دعا مانگا کرو کہ یہ عبادت ہے۔

ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگا کرو کہ ہتھیلیوں کا رخ سامنے ہو اور جب دعا مانگ لو تو ہاتھ چہرے پر پھیر لیا کرو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین دعائیں ایسی ہیں جو قبول ہوتی ہین اوران کی قبولیت میں کوئی شک نہیں۔ اول اولاد کے حق میں والدین کی دعا' دوم مسافر کی دعا اور سوم مظلوم کی دعا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دو اوقات میں دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔ اول اذان کے وقت دعا اور دوم جہاد کی صف بندی کے وقت دعا۔

حاکم کی روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کی کوئی دعا ایسی نہ ہوگی جس کے بارے میں اللہ عزوجل یہ نہ فرمائے کہ میں نے یہ دعا دنیا میں قبول کی اور یہ دعا تمہاری آخرت کے لئے رکھی۔ اس وقت مومن آرزو کرے گا کہ کاش میری کوئی دعا دنیا میں قبول نہ ہوتی۔

Marfat.com

دعا کی قبولیت کے چند آداب:

حضور نبی کریم ﷺ نے دعا کی قبولیت کے چند آداب بیان فرمائے ہیں جو مختصراً بیان کئے جارہے ہیں:

۱۔ دعا کے لئے پاک صاف اور باوضو ہونا ضروری ہے۔
۲۔ دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا سنت نبوی ﷺ ہے۔
۳۔ دعا مانگنے سے قبل اللہ عزوجل کی حمد اور حضور نبی کریم ﷺ پر درود شریف پڑھنا چاہئے۔
۴۔ دعا مانگنے سے قبل اس بات کا اہتمام ضروری ہے کہ حرام سے بچا جائے۔
۵۔ دعا مانگنے کے ساتھ ساتھ نیک اور صالح اعمال کرنا۔

کون سی دعائیں قبول نہیں ہوتیں:

حضور نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق ذیل کے لوگوں کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔

۱۔ اس شخص کی دعا جو کہ صاحب مال ہو کر مال کو ضائع کرے اور پھر اللہ عزوجل سے رزق کا طلبگار ہو۔
۲۔ اس شخص کی دعا جو گھر بیٹھا رہے اور بغیر محنت کے رزق کا طلبگار ہو۔
۳۔ اس شخص کی دعا جو کسی کے لئے ناحق بددعا مانگے۔
۴۔ اس شخص کی دعا جو ماں باپ کا نافرمان ہو۔
۵۔ اس شخص کی دعا جو اپنی بیوی کے لئے ناحق بددعا کرے۔

اللہ عزوجل ماں باپ کی دعاؤں کو سب سے جلد قبول فرماتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ بدبخت ہے وہ شخص جس نے اپنے والدین یا دونوں میں سے کسی ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور جنت کا حقدار نہ ہوا۔

ماں باپ کی دعاؤں کے بعد اللہ عزوجل مظلوم کی دعا کو جلد سنتا ہے اور اسے قبول

Marfat.com

فرماتا ہے۔ نیز حضور نبی کریم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ تین لوگوں کی دعائیں رد نہیں کی جاتیں۔ اول روزہ دار کی وہ دعا جو وہ افطار کے وقت مانگتا ہے' دوم منصف پسند حاکم کی دعا اور سوم مظلوم کی دعا جس کا بدلہ عنقریب اللہ عزوجل خود لے گا۔

دعاؤں کی قبولیت کے اوقات:

دعاؤں کی قبولیت کے چند بابرکت اوقات بھی ہیں جن میں دعاؤں کی قبولیت دیگر اوقات کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ ذیل میں ان اوقات کا بیان کیا جارہا ہے۔

۱۔ تہجد کے وقت

۲۔ اذان کے وقت

۳۔ ختم القرآن کے وقت

۴۔ حالت سجدہ کے وقت

۵۔ نمازِ جمعہ کے وقت

۶۔ رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں بالخصوص آخرہ عشرہ کی طاق راتیں

۷۔ شب برأت اور شب معراج کے وقت

۸۔ شب عاشورہ کے وقت

۹۔ روزہ کی حالت میں

۱۰۔ بیت اللہ شریف کو دیکھتے وقت

۱۱۔ صفاومروہ کے مقام پر

۱۲۔ حجراسود کی زیارت کے موقع پر

۱۳۔ مقامِ ابراہیم علیہ السلام کی زیارت کے موقع پر

۱۴۔ روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے موقع پر

۱۵۔ بیت المقدس کی حاضری کے وقت

ذیل میں حضور نبی کریم ﷺ کی کچھ مسنون دعائیں بیان کی جارہی ہیں۔

Marfat.com

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص دعا:

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَةِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْ مَا کَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ

''اے اللہ! آپ نے ہی پیدا فرمایا ہے آسمانوں اور زمینوں کو اور جاننے والے ہیں آپ چھپے اور کھلے کا راز اور آپ ہی فیصلہ فرمانے والے ہیں اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں کا جن کے بارے میں ان میں اختلاف پایا جاتا ہے۔''

نفس کے شر سے بچاؤ کی دعا:

اَللّٰھُمَّ قِنِیْ شَرَّ نَفْسِیْ وَاَعْزِمْ لِیْ رُشْدًا اَمْرِیْ

''اے اللہ! مجھے میرے نفس کے شر سے محفوظ فرما اور مجھے امور کی اصلاح کی ہمت عطا فرما۔''

ادائے قرض کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَنْ مَّنْ سِوَاكَ

''اے اللہ! حرام سے بچاتے ہوئے حلال کے ذریعہ تو میری کفایت فرما اور اپنے فضل کے ذریعے مجھے اپنے غیر سے بے نیاز فرما دے۔''

پریشانی کے وقت دعا:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ

''اے حی! اے قیوم! میں تیری ہی رحمت کا طلبگار ہوں۔''

Marfat.com

خوشی کے موقع پر دعا:

حضور نبی کریم ﷺ کو جب کوئی خوشی آتی تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھا کرتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ

”اللہ کا شکر ہے جس کے انعام سے یہ نیک چیزیں کمال کو پہنچیں۔“

کسی کی عیادت کے وقت دعا:

حضور نبی کریم ﷺ کسی کی عیادت کے لئے جاتے تو ذیل کی دعا پڑھتے۔

لَا بَأْسَ طَهُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی

”کچھ خوف نہیں یہ گناہ کا کفارہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔“

نیا لباس پہنتے وقت دعا:

حضور نبی کریم ﷺ جب بھی نیا لباس پہنتے تو ذیل کی دعا پڑھتے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانَا هٰذَا

”تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے ہمیں یہ لباس پہنایا۔“

ادائے قرض کے لئے دعا:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے قرض سے نجات کے لئے صبح و شام یہ دعا پڑھنے کا کہا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ

”اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری فکر اور غم سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری کم ہمتی اور سستی سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری بزدلی اور بخل سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری قرض کے گھیرے جانے سے اور لوگوں

Marfat.com

کے دبا لینے سے۔"

خواب میں ڈر جانے پر دعا:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی خواب میں ڈر جائے تو وہ یہ دعا پڑھا کرے۔

اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعَذَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنِ

"میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات تامات کے ذریعہ خود اس کے غضب اور عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانی وساوس و اثرات سے اور اس بات سے کہ شیاطین میرے پاس آئیں اور مجھے تنگ کریں۔"

بخشش کی دعا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بخشش کے لئے ذیل کی دعا مانگتے تھے۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ

"میں بخشش چاہتا ہوں اللہ سے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لئے لائق نہیں اور وہ زندہ ہے عالم کو قائم رکھنے والا ہے میں اس کے حضور توبہ کرتا ہوں۔"

مصیبت کے وقت دعا:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی شخص کو مصیبت اور غم میں مبتلا دیکھتے تو یہ دعا پڑھتے۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْهَا

"بے شک ہم اللہ ہی کے لئے اور ہم اللہ ہی کی جانب لوٹنے والے

Marfat.com

ہیں۔ اے اللہ! میری مصیبت میں مجھے اجر دے اور اس کے عوض مجھے اچھا بدلہ عطا فرما۔"

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایسے الفاظ نہ بتاؤں جو تمہاری تکلیف اور مصیبت میں کام آئیں۔

اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا

"اللہ میرا پروردگار ہے میں اس کا کسی کو شریک نہیں بناتا۔"

اولادِ نرینہ کے حصول کی دعا:

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ

"اے میرے رب! اپنی قدرتِ صالح اولاد عطا فرما بے شک تو ہی دعاؤں کو سننے والا ہے۔"

دنیا و آخرت میں بھلائی کی دعا:

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

"اے ہمارے رب! ہم کو دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے نجات عطا فرما۔"

انجام بخیر کی دعا:

رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ نِالَّتِیْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ط اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ط وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ط وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ

"اے ہمارے پروردگار! تیری رحمت اور تیرا علم سب چیزوں پر

Marfat.com

ہادی ہے۔ تو جو لوگ توبہ کرتے اور تیری راہ پر چلتے ہیں۔ ان کو بخشش دے اور ان کو دوزخ کے عذاب سے بچا اور اے ہمارے پروردگار! ان کو ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے اور ان کے باپ دادا اور ان کی بیبیوں اور ان کی اولاد میں سے جو جو نیک ہوں ان کو (بھی) بے شک تو ہی زبردست (اور) حکمت والا ہے اور ان کو (قیامت کے دن) خرابیوں سے محفوظ رکھ اور جس کو تو اس دن خرابیوں سے محفوظ رکھے گا تو اس پر تو نے (بڑا) رحم کیا اور یہی تو بڑی کامیابی ہے۔''

آفات سے بچاؤ کی دعا:

مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

''جو چاہے اللہ، نہیں ہے قوت (نیکی کی) مگر ساتھ (مدد اور توفیق) اللہ کی۔''

غیب سے رزق ملنے کی دعا:

رَحِيْمُهُمَا تُعْطِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا مِنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ

''دنیا و آخرت میں رحمٰن و رحیم! آپ جس کو چاہے دیتے ہیں جس کو نہیں چاہتے روک دیتے ہیں۔ اے خدا! مجھ پر اپنی خصوصی رحمت فرما کہ میں سب سے بے نیاز ہو جاؤں۔''

مال بڑھنے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَعَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

Marfat.com

''اے اللہ رحمت بھیج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو بندے تیرے ہیں اور رسول ہیں تیرے اور مومن مردوں اور مومن عورتوں پر اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں پر۔''

ننانوے بیماریوں سے بچاؤ کی دعا:

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

''نہیں ہے طاقت گناہوں سے بچنے کی اور نہ قوت نیکی کرنے کی مگر ساتھ اللہ کی مدد کے۔''

دعائے حاجات:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط يَا اَللّٰهُ يَا اَحَدُ يَا وَاحِدُ يَا مَوْجُوْدُ يَا جَوَّادُ يَا بَاسِطُ يَا كَرِيْمُ يَا وَهَّابُ يَا ذَاالطَّوْلِ يَا غَنِيُّ يَا مُغْنِيْ يَا فَتَّاحُ يَا رَزَّاقُ يَا عَلِيْمُ يَا حَكِيْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا بَدِيْعَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ط يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ نَفِّحْنِيْ مِنْكَ بِنَفْحَةِ خَيْرٍ تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَمَّنْ سِوَاكَ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ط اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ط نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ ط اَللّٰهُمَّ يَا غَنِيُّ يَا حَمِيْدُ يَا مُبْدِئُ يَا مُعِيْدُ يَا وَدُوْدُ يَا ذَاالْعَرْشِ الْمَجِيْدُ يَا فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ط اِكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ وَاحْفِظْنِيْ بِمَا حَفِظْتَ بِهِ الذِّكْرَ وَانْصُرْنِيْ بِمَا نَصَرْتَ بِهِ الرُّسُلَ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

''اے اللہ! اے یکتا! ایک اکیلے! اے موجود! اے پھیلانے والے! اے کرم کرنے والے! اے دینے والے! اے بخشش کرنے والے! اے بے نیاز کرنے والے! اے کھولنے والے! اے رزق دینے والے!

Marfat.com

اے تمام چیزوں کو جاننے والے! اے حقیقت کو جاننے والے! اے زندہ! اے قائم بالذات! اے رحم فرمانے والے! اے مہربان! اے آسمان وزمین کو بلا نمونہ کے پیدا کرنے والے! اے بزرگی اور عظمت والے! اے بہترین مہربان! اے احسان کرنے والے! مجھے ایسی خوشبو اپنی جانب سے عطا فرما جو تیرے سوا مجھے ہر ایک سے بے نیاز کر دے، اگر کامیابی چاہتے ہو تو جان لو کہ کامیابی آچکی ہے۔ بے شک ہم نے آپ کی بھیجی ہوئی کامیابی عطا کی ہے۔ اللہ عزوجل کی طرف سے مدد اور فتح قریب کی امید ہے۔ اے اللہ! اے بے نیاز! اے قابل تعریف! اے پیدا کرنے والے! اے دوبارہ زندہ کرنے والے! اے محبت کرنے والے! اے عظمت والے! اے عرش کے مالک! اے جو چاہے کرگزرنے والے! اپنی حلال کی ہوئی چیزوں کے ذریعہ حرام چیزوں سے مجھے بے نیاز کر دے اور اے فضل کے ذریعے اپنی ذات کے سوا ہر ایک سے بے نیاز کر دے اور جس ذریعے سے اپنے کلام کی حفاظت کی ہے میری بھی حفاظت فرما اور جن ذرائع سے تو نے رسولوں کی مدد فرمائی انہیں ذرائع سے میری بھی مدد فرما اور تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

سحری کی دعا:

وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ

''میں نے خاص اللہ کے لئے رمضان کے کل کے روزے کی نیت کی۔''

افطاری کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰى

Marfat.com

رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

''میں نے اللہ کے لئے روزہ رکھا اسی پر بھروسہ کیا اور اسی کے دیئے ہوئے رزق پر اسے افطار کیا۔''

دعا اسمائے الٰہی:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَآ اَللّٰهُ يَارَحْمٰنُ يَارَحِيْمُ اِرْحَمْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ يَامَالِكُ يَاقُدُّوْسُ يَاسَلَامُ يَامُؤْمِنُ يَامُهَيْمِنُ يَاعَزِيْزُ عَزِّزْنَا فِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ يَاجَبَّارُ يَا مُتَكَبِّرُ يَاخَالِقُ يَابَارِئُ يَامُصَوِّرُ يَاغَفَّارُ اِغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ يَاقَهَّارُ يَاوَهَّابُ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ يَارَزَّاقُ اُرْزُقْنَا رِزْقًا طَيِّبًا وَّاسِعًا بِغَيْرِ حِسَابٍ ط يَافَتَّاحُ اِفْتَحْ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ فَاِنَّكَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ يَا عَلِيْمُ يَاقَابِضُ يَاخَافِضُ يَارَافِعُ يَامُعِزُّ يَامُذِلُّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ بِقَهْرِ عَزِيْزٍ سُلْطَانِكَ يَاسَمِيْعُ (اِسْمَعْ دُعَائِيْ بِخَصَائِصِ لُطْفِكَ آمِيْنَ) يَابَصِيْرُ يَاحَكَمُ يَاعَدْلُ يَالَطِيْفُ يَاخَبِيْرُ يَاحَلِيْمُ يَاعَظِيْمُ يَاغَفُوْرُ يَاشَكُوْرُ رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ط يَاعَلِيُّ يَاكَبِيْرُ يَاحَفِيْظُ اِحْفَظْنَا فَاِنَّكَ خَيْرُ الْحَافِظِيْنَ يَامُقِيْتُ يَاحَسِيْبُ يَاجَلِيْلُ يَاكَرِيْمُ يَارَقِيْبُ يَامُجِيْبُ اَللّٰهُمَّ فَارِجَ الْهَمِّ كَاشِفَ الْغَمِّ مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا فَارْحَمْنَا بِرَحْمَةٍ تُغْنِيْنَا بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ يَاوَاسِعُ يَاحَكِيْمُ يَاوَدُوْدُ وَيَا ذَا الْعَرْشِ

Marfat.com

الْمَجِیْدِ وَیَافَعَّالُ لِّمَا یُرِیْدُ اَسْئَلُکَ بِعِزَّتِکَ الَّذِیْ لَاتُرَامُ ط وَبِمُلْکِکَ الَّذِیْ لَایُضَامُ ط وَبِنُوْرِکَ الَّذِیْ مَلَاءَ اَرْکَانَ عَرْشِکَ اَنْ تَکْفِیَنِیْ شَرَّ ھٰذَا الْفَقْرِ یَامُغِیْثُ اَغِثْنِیْ یَامُغِیْثُ اَغِثْنِیْ یَامُغِیْثُ اَغِثْنِیْ یَامُجِیْدُ یَابَاعِثُ یَاشَهِیْدُ یَاحَقُّ یَاوَکِیْلُ حَسْبُنَا اللّٰہِ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ یَاقَوِیُّ یَامَتِّیْنُ یَاوَلِیُّ اَنْتَ وَلِیُّنَا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الْغَافِرِیْنَ ط یَاحَمِیْدُ یَامُحْصِیُ یَامُبْدِیُ یَامُعِیْدُ یَامُحْیِ یَامُمِیْتُ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ یَاوَاجِدُ یَامَاجِدُ یَـاوَاحِدُ یَـااَحَدُ یَاصَمَدُ یَاقَادِرُ یَامُقْتَدِرُ یَامُقَدِّمُ یَامُؤَخِّرُ یَـااَوَّلُ یَـااٰخِرُ یَاظَاهِرُ یَابَاطِنُ یَاوَالِیُ یَامُتَعَالِیُ یَابَرُّ یَاتَوَّابُ یَامُنْعِمُ یَامُنْتَقِمُ یَاعَفُوُّ یَارَؤُفُ یَامَالِکَ الْمُلْکِ اَللّٰهُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَا ءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ تَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ رَحْمَانَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِیْمَهُمَا تُعْطِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُمَا وَتَمْنَعُ مَنْ تَشَآءُ اِرْحَمْنَا رَحْمَةً تُغْنِیْنَابِهَا عَنْ رَّحْمَةٍ مَّنْ سِوَاکَ اَللّٰهُمَّ اَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ وَاقْضِ عَنَّا الدَّیْنَ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَامُقْسِطُ یَاجَامِعُ یَاجَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّارَیْبَ فِیْهِ اِجْمَعْ بَیْنِیْ مَالِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ یَاغَنِیُّ یَامُغْنِیُ یَامَانِعُ یَاضَآرُّ یَانَافِعُ یَانُوْرُ نَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ یَاهَادِیْ اِهْدِنَا وَ ذُرِّیَّتَـنَا اِلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ یَابَدِیْعُ یَابَاقِیُ یَاوَارِثُ یَارَاشِدُ یَاصَبُوْرُ۔

Marfat.com

"اے اللہ! اے بڑے مہربان! اے نہایت رحم کرنے والے رحم کر تو ہم پر تو بہترین رحم کرنے والا ہے اے مالک! اے پاک ذات! اے ہر وقت سلامت رہنے والے! اے امن میں رکھنے والے! اے نگہبانی کرنے والے! اے غالب! ہمیں معزز بنایئے لوگوں کی نگاہوں میں اے زبردست! اے بڑائی والے! اے پیدا کرنے والے! اے بے مثل بنانیوالے! اے صورت بنانے والے! اے بخشش کرنیوالے بخش دے تو ہمارے گناہ پس تحقیق تو بہتر بخشنے والوں کا ہے اے قہر اور پورا قبضہ کرنے والے! اے بخشش کرنے والے! اے پالنے والے! نہ پھیر ہمارے دلوں کو ہدایت فرمانے کے بعد اور عطا فرماؤ ہمیں اپنے پاس سے رحمت بلاشبہ تو ہی بخشش کرنے والا ہے اے رزق دینے والے! رزق دے تو ہم کو رزق پاکیزہ بافراغت بے حساب اے کھولنے والے تمام مشکلات کے! کھول دے تو واسطے ہمارے دروازے اپنی رحمت کے پس تحقیق تو بہتر کھولنے والوں کا ہے اے جاننے والے! اے تنگ کرنے والے روزی کے واسطے کو! اے نیچا کرنے والے جس کو چاہے! اے بلند کرنے والے! اے عزت دینے والے! اے ذلیل کرنے والے زبردست سرکش کو ساتھ قہر کے غلبے بادشاہت اپنی کے اے سننے والے! (سن تو دعا میری ساتھ مہربانیوں اپنی کے قبول کر تو دُعا میری اے اللہ! اے دیکھنے والے! اے حکم کرنے والے! اے انصاف کرنے والے! اے باریک بین! اے خبر رکھنے والے اپنی مخلوق کے! اے بردبار! اے بڑی عظمت والا! اے بخشی کرنیوالے! اے قدردانی کرنیوالے! اے میرے پالنے والے! توفیق دے مجھ کو یہ کہ شکروں کروں میں نعمت تیری کا (وہ نعمت) جو

Marfat.com

انعام کی تو نے اوپر میرے اور اوپر ماں باپ میرے کے اور یہ کہ عمل کروں میں نیک (ایسے عمل) کہ راضی ہو تو اس سے اور درستگی کر دے واسطے میرے میری اولاد کی تحقیق میں توبہ کرتا/کرتی ہوں طرف تیری اور تحقیق میں فرمانبرداروں سے ہوں اے بلند شان والے! اے بڑے مرتبے والے! اے نگہبانی کرنے والے! نگہبانی کر تو ہماری پس تحقیق تو بہتر نگہبانی کرنے والوں کا ہے اے روزی پہنچانے والے! اے حساب لینے والے! اے بزرگی والے! اے عزت والے! اے نگہبان! اے دعاؤں کے قبول کرنے والے! اے اللہ کھول دینے والے فکروں کے! کھول دینے والے غموں کے اے قبول کرنے والے دعا ان لوگوں کی جو بے قرار و پریشان حال ہیں اے بہت رحم کرنے والے! دنیا والوں پر اور آخرت میں مومنوں پر اور بکثرت رحم کرنے والے دنیا اور آخرت میں پس رحم فرما تو ہم پر ساتھ رحمت اپنی کے کہ بے نیاز کر دے تو ہم کو ساتھ اس کے رحمت اور شفقت اس شخص کی ہے جو سوا تیرے ہے اے فراخی والے! اے حکمت والے! اے اپنے بندوں سے دوستی رکھنے والے اور اے عرش بزرگ والے اور اے وہ ذات کرنے والے جو ارادہ کرے میں سوال کرتا/کرتی ہوں تجھ سے ساتھ طفیل عزت تیری کے کہ جس کے آگے کوئی بڑھ نہیں سکتا اور بطفیل حکومت تیری کے جس میں کسی کا حق گھٹایا نہیں جاتا اور بطفیل نور تیرے کے وہ نور جس کی تجلیوں نے تیرے عرش کے اٹھانے والوں (کے دامن مراد کو) بھر دیا کفایت کر تو مجھ کو بدی اس محتاجی کی سے اے فریاد سننے والے! فریاد رسی کر تو میری اے فریاد سننے والے! فریاد رسی کر تو میری اے فریاد سننے والے! فریاد رسی کر تو

Marfat.com

میری اے بزرگی والے! اے زندہ کر کے اٹھانیوالے! اے گواہ! اے حاضر! اے حق! اے کارساز! کافی ہے ہم کو اللہ اور اچھا کارساز ہے اے بہت قدرت والے! اے بڑی مضبوطی والے! اے دوستی کرنے والے! تو دوست ہے ہمارا پس مغفرت فرما ہماری اور رحم کر تو ہم پر اور تو بہتر بخشش کرنے والا ہے اے خوبیوں والے! اے سب کو شمار فرمانے والے! اے بغیر کسی سابق مثال کے پیدا فرمانے والے! اے دوبارہ پیدا کرنے والے! اے زندہ کرنے والے! اے مارنے والے! اے ہمیشہ زندہ رہنے والے! اے ہمیشہ قائم رہنے والے! ساتھ تیری رحمت کے فریاد کرتا/کرتی ہوں میں اے بڑے احسان کرنے والے! اے بڑی بزرگی بڑی شان والے! اے اکیلے! اے اکیلے! جس کا کوئی شریک نہیں اے بے نیاز! اے قدرت والے! اے ہر چیز پر قادر! اے آگے کرنے والے نبیوں کو صدیقوں سے صدیقوں کو شہداء سے اور شہداء کو علماء سے اے پیچھے کرنیوالے نیک کاموں! میں بعض کو بعض سے یا ایک امت کو دوسری امت سے اے سب سے پہلے! اے سب سے پیچھے! اے وہ ذات جس کی قدرتیں ظاہر ہیں! اے وہ جو سب کی نظروں میں پوشیدہ ہے اے مالک دو جہان کے! اے سب سے بلند ہونیوالے! اے پاک صفتوں والے! اے نیک سلوک کرنے والے! اے توبہ قبول کرنے والے! اے انعام قبول کرنے والے! اے مخالفوں سے بدلہ لینے والے! اے معاف کرنے والے! اے شفقت کرنے والے! اے مالک ملک کے! اے اللہ! دیتا ہے تو بادشاہی جس کو چاہے اور چھین لیتا ہے تو بادشاہی کو جس سے چاہتا ہے تو اور عزت دیتا ہے تو اس کو جس کو چاہے اور ذلت دیتا

Marfat.com

ہے تو جس کو چاہے تیرے ہاتھ میں بھلائی ہے تحقیق تو اوپر ہر چیز کے قادر ہے داخل کرتا ہے تو رات کو بیچ دن کے اور داخل کرتا ہے تو دن کو بیچ رات کے اور نکالتا ہے تو زندہ کو مردے سے اور نکالتا ہے تو مردہ کو زندہ سے اور رزق دیتا ہے تو اس شخص کو جس کو چاہے بے حساب اے بڑے مہربان دنیا والوں پر اور آخرت والوں پر! اے نہایت رحم کرنے والے دونوں جہان پر! دیتا ہے تو اس شخص کو جس کو چاہے (دونوں جہان سے) اور محروم کرتا ہے تو جسے چاہتا ہے رحم کر تو ہم پر ایسی رحمت کہ بے پرواہ کر دے تو ہم کو بسبب اس رحمت کے اپنے سوا ہر کسی کی شفقت سے اے اللہ! غنی کر دے تو ہم کو محتاجی سے اور ہمارے تمام قرضوں کو ادا فرما دے اے حساب بزرگی کے اور عزت کے اے انصاف کرنے والے! اے جمع کرنے والے! اے جمع کرنے والے لوگوں کے بیچ اس دن کے کہ نہیں ہے کوئی شک بیچ اس کے جمع کر دے تو مجھے اور میرے مال کو تحقیق تو اوپر ہر چیز کے قادر ہے اے بے پرواہ! اے غنی کرنے والے! اے روکنے والے دشمن کو اے نقصان پہنچانے والے دشمنوں کو اے نفع پہنچانے والے اپنے بندوں کو اے منور کرنے والے! روشن کر دے تو دل میرے کو ساتھ نورِ معرفت دلانے کے اے راہ دکھانے والے! راہ دکھا تو ہم کو اور ہماری اولادوں سیدھی راہ پر لانے والے اے بے مثل چیز پیدا کرنے والے! اے ہمیشہ رہنے والے! اے وارث ہر چیز کے! اے نیک راستہ بنانے والے! اے صبر رکھنے والے۔"

Marfat.com

کتابیات

۱۔ حیاۃ الصحابہ از حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ امہات المومنین از قاری محمد رضا المصطفیٰ

۳۔ سیر الصحابیات مع اسوۂ صحابیات از مولانا سعید احمد انصاری

۴۔ سیرت ام المومنین حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا از محمد حسیب القادری

۵۔ سیرت حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا از محمد حسیب القادری

۶۔ سیرت حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا از محمد حسیب القادری

۷۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عزیز واقارب از محمد اشرف شریف

۸۔ رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از علامہ نور بخش توکلی رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از عبد المصطفیٰ اعظمی

۱۰۔ طبقات ابن سعد از علامہ محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ اسوۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از ڈاکٹر محمد عبد الحی

۱۲۔ دعائیں اور مشکلات کا حل از محمد ثاقب قادری

Marfat.com

Marfat.com

شہر مدینہ ایسا ہے
سیرت
ناشر
اکبر بک سیلرز
148
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 042 - 37352022

Marfat.com